REGD No E.P 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳
ممالک غیر ۵۰-۷
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۶ | ۱۶ ہجرت ۱۳۳۶ ہش | ۱۵ شوال ۱۳۷۶ھ | ۱۶ مئی ۱۹۵۷ء | نمبر ۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ - ۱۱ مئی - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو تفسیر اور ترجمۃ القرآن کا زیادہ کام کرنے کی وجہ سے ضعف کی شکایت ہو گئی ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

کل حضور نے یہاں نماز پڑھائی اور مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا۔

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۱ مئی - حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی چند روز کے لئے پاکستان تشریف لے گئے۔ حضرت بھائی جی کی صحت بالعموم کمزور رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیریت واپس لائے۔

ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) کے دار الحکومت میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان مسجد کا افتتاح

مشرقی افریقہ کے اعلیٰ حکام کی طرف سے مبارکبادی کے پیغامات

کثیر تعداد میں افریقن ایشین اور یورپین معززین کی شرکت مقامی اخبارات میں تذکرہ

(از مکرم مولوی محمد منور صاحب مبلغ سلسلہ مقیم نیروبی بتوسط وکالت تبشیر ربوہ)

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء کو مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے دعا کے ساتھ مسجد سلام ٹانگانیکا کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ متعدد افریقن۔ ایشین اور یورپین معززین نے بھی شرکت کی۔ یہ مسجد ٹانگانیکا کے دار الخلافہ دار السلام کے وسط میں پہلی عبادت گاہ ہے جسے وہاں کی جماعت احمدیہ نے خدائے واحد کی عبادت کے لئے تعمیر کیا ہے۔

افتتاح کی رسم ادا کرنے سے قبل مولانا موصوف نے سواحیلی زبان میں مختصر مگر مؤثر الفاظ میں اسلامی مساجد کی غرض و غایت اور اسلامی مساوات کو پیش کیا۔ اور بتایا کہ انہی مقاصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود کے طور پر مبعوث کیا۔ اور احمدیہ جماعت اسلام کے ان مقاصد کی اشاعت کے لئے ہر حالت میں کوشاں رہے گی۔ آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ یہ مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف ہے۔ اور ہر مذہب و ملت کا آدمی اس میں بلا روک ٹوک عبادت بجا لا سکتا ہے۔ اس تقریر کا ترجمہ اردو اور انگریزی زبان میں حاضرین تک پہنچایا گیا۔

کارروائی کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو ایک غیر احمدی مسلم شیخ احمد رمضان صاحب نے نہایت خوش الحانی سے کی۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ دار السلام کے سیکرٹری مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب ایم۔ اے نے انگریزی زبان میں مختصر طور پر پروگرام کی تفصیل بتائی۔ ان کے بعد مکرم سید محمد اقبال شاہ صاحب آف نیروبی نے تمام پیغامات پڑھ کر سنائے جو مقامی افسران اور احباب کی طرف سے موصول ہوئے تھے یا بیرونی جماعتوں اور مشنوں نے بھجوائے تھے۔ سب سے پہلے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بھجوایا تار پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں حضور نے مسجد کا نام "مسجد سلام" تجویز فرمایا۔ بعض دیگر پیغامات کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

گورنر صاحب ٹانگانیکا کا پیغام

گورنر صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری نے لکھا:-

"ہز ایکسی لینسی نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں ان کی طرف سے دار السلام میں نئی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر خوشی کے جذبات آپ تک پہنچا دوں"

یوگنڈا کے ایکٹنگ گورنر صاحب کا پیغام

"میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے آپ کی تمام جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جو لوگ اس مسجد کو استعمال کریں گے۔ ان تک بھی میرے خوشی کے جذبات پہنچا دیجئے۔"

کینیا کالونی کے گورنر صاحب کا برقیہ

"دار السلام میں آپ کی نئی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر آپ کو اور آپ کی مقامی جماعت کو جس رنگ میں بھی آپ اپنی وفادار رعایا میں سے شمار کرتے ہیں خوشی محسوس کرتے ہیں نہایت گرمجوشی سے مبارکباد دیتا ہوں"

کینیا کے وزیر بے محکمہ کا پیغام

کینیا کے وزیر بے محکمہ مسٹر مدان Madan لکھتے ہیں:-

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس تقریب میں شامل نہیں ہو سکوں گا تاہم میں آپ کی اور آپ کی جماعت کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ آپ کی تعلیم کے ذریعہ انسانوں میں باہمی مفاہمت پیدا ہو۔ حقیقی رواداری اور آپس میں مل بیٹھنے کا جذبہ پیدا ہو لوگ لڑائی جھگڑے کی بجائے باہمی الفت میں متحد ہوں اور ان میں حقیقی برادرانہ محبت پیدا ہو جو کہ میرے ناقص خیال میں تمام خدا پر ایمان لانے والوں کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ کی رحمت بے پایاں آپ کی رہنمائی کرے تا کہ آپ دکھی مخلوق میں امن اور خوشحالی پیدا کرنے کی کوششوں میں کامیاب ہوں۔ ان تمام معاملات میں میں آپ کی عظیم الشان کامیابی کا خواہاں ہوں۔"

وزیر مواصلات یوگنڈا کا پیغام

یوگنڈا کے وزیر مواصلات سر امر ناتھ مینی (Sir Amar Nath Maini) لکھتے ہیں:-

"آپ کی مسجد کے افتتاح کے بابرکت موقعہ پر میں آپ کو اپنے مخلصانہ سلام اور دلی جذبات پیش کرتا ہوں۔ کاش میں اس موقعہ پر قریب تر ہوتا۔ اور اس میں شامل ہو سکتا۔ میری دعا ہے کہ یہ خدا کا گھر جو آپ نے تعمیر کیا ہے اس طبعی ترتیب کو پورا کرنے والا ہو جو حق کے لئے نسل اور مذہب کے انسان میں ودیعت کی گئی ہے"

ریلویز اینڈ ہاربرز کے جنرل منیجر کا پیغام

مشرقی افریقہ کے ریلویز اینڈ ہاربرز East African Railways and Harbours کے جنرل منیجر مسٹر آرتھر کربی لکھتے ہیں:-

"مضبوط مذہبی عقائد اور مخلصانہ مذہبی اعمال ... کی تنومندی کے لئے نہایت اہم ہوتے ہیں۔ یہ عبادت گاہ جو آپ نے حضرت احمدیوں کی مذہبی اور مجلسی بہبودی کے لئے بنائی ہے۔ بلکہ ہر مذہب کا پیرو اسے عند الضرورت استعمال کر سکتا ہے۔ اس کا ایک نشان ہے اور میں آپ کی اس کوشش کے بارآور ہونے پر آپ کا نیک خواہ ہوں۔"

ساحلی علاقہ کے مسلم حاکم کی نیک خواہشات

ساحلی علاقہ کے مسلمان حاکم شیخ مبارک علی خادی صاحب نے لکھا:-

"میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں برکت ڈالے اور آپ کو عظیم الشان ذمہ داریاں ادا کرنے میں کامیاب کرے۔"

ان پیغامات کے علاوہ مرکز ربوہ

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے دانش آرٹ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

...آمدہ پیغامات بھی سنائے۔ نیز مختلف ممالک کے احمدی مبلغین ... صاحبان کی طرف سے بھی کثرت سے پیغامات موصول ہوئے جن کا بخوف طوالت اس جگہ ذکر نہیں کیا جا سکتا

مسجد کا افتتاح

پیغامات اور مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ دار السلام کے صدر مکرم فضل کریم صاحب لون نے ... سلام کی چابی مولانا موصوف کی خدمت میں پیش کی۔ اور انہوں نے دعا اور درود شریف ... پڑھنے کے بعد یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے میں اس مسجد "کوکمونسانیوں" مسجد کا افتتاح کیا۔

ازاں بعد مولانا موصوف نے چوہدری محمد حسین صاحب ٹھیکیدار کو حسن کارکردگی کی وجہ سے ایک عمدہ گھڑی تحفۃً پیش کی۔

تواضع مہمانان اور مسجد میں پہلی باجماعت نماز

بعد ازاں حاضرین کی تواضع کی گئی۔ قریباً چار صد اصحاب جن میں اکثریت افریقن معززین کی تھی اس موقعہ پر مدعو تھے۔ اسی دوران میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مکرم محمد قادر صاحب بھٹی آف سیرالیون نے پروگرام کے مطابق وقت پر اذان کہی۔ جو بہت بلند اور دلکشی تھی۔ مغرب کی نماز باجماعت مسجد سلام میں ادا کی گئی۔ پہلی نماز میں خدا کے فضل سے احباب جماعت اور ارد گرد کے افریقن احمدیوں کی اتنی تعداد تھی۔ کہ مسجد میں نمازی آخری صف تک موجود تھے۔

خدا تعالےٰ کی رحمت کا عجیب نظارہ

غیر معمولی بدلے ہوئے حالات

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۴ر دسمبر ۵۴ء کو جب اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی تو شہر میں احمدیوں کے خلاف بہت اشتعال تھا افریقن شیوخ نے اپنے جاہل مریدوں میں عام تحریک پھیلائی ہوئی تھی۔ کہ احمدیوں پر پتھر پھینکے جائیں۔ اور راستہ میں جہاں کہیں احمدی مبلغ یا کوئی اور احمدی ملے شور و غل مچائیں اس مخالفت کے پیش نظر بنیاد رکھنے کے موقعہ پر کسی کو دعوت نہیں دی گئی تھی اور خاموشی سے دعا کے بعد سنگ بنیاد رکھ دیا گیا پولیس کی طرف سے امکانی شرارت کا مقابلہ کرنے کا پورا انتظام موجود تھا۔ لیکن دو سال کے عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا انقلاب پیدا کیا۔ کہ وہی شیوخ جو ہر مجلس میں عزت و احترام کے ساتھ بٹھائے جاتے تھے۔ اب ان پر لوگ آوازے کستے ہیں۔ اور کوئی ان کی بات سننا ترک کیا۔ ان کے پاس بیٹھنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ بعض سیاسی حرکات کی وجہ سے مسلمان افریقن اس نتیجہ پر پہنچے کہ شیوخ غدار ہیں۔ احمد افریقنوں

کو نقصان پہنچانے کے در پے ہیں یہی وجہ تھی کہ افتتاح کے موقعہ پر افریقن معززین شوق سے ساتھ شامل ہوئے اور یہ تقریب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے غیر معمولی طور پر کامیاب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مقامی پریس کی دلچسپی

مقامی پریس نے بھی خاص دلچسپی لی۔ انگریزی اخبارات ٹانگانیکا سٹینڈرڈ سنڈے نیوز اور سواحیلی اخبارات Mwangaza اور Mambo Leo نے افتتاح سے پہلے اور بعد میں عمدہ نوٹ شائع کئے اور پبلک کو بار بار اس تقریب کی طرف متوجہ کیا۔ روزنامہ انگریزی اخبار ٹانگانیکا سٹینڈرڈ نے افتتاح کی رپورٹ نہایت شاندار الفاظ میں شائع کی۔ اس سے خدا تعالےٰ کے فضل سے حکام اور عوام کے دلوں سے جھوٹے پروپیگنڈے کا اثر زائل ہو گیا۔ بہت سے افریقن اصحاب نے بیان کیا کہ ہمیں تو بتایا جاتا تھا کہ احمدی نہ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں نہ اذان کہتے ہیں اور نہ قرآن پڑھتے ہیں۔ لیکن ہم نے دیکھ لیا ہے کہ یہ سب جھوٹ تھا اور احمدی سچے مسلمان ہیں۔

بیعت

یہ امر بھی خوشی کا موجب ہے کہ شیخ احمد رمضان صاحب جنہوں نے قرآن مجید کی تلاوت کی تھی۔ اور چند دوسرے افریقن دوستوں نے بیعت کر لی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ان کی درخواست بیعت بغرض منظوری بھجوائی جا چکی ہے۔ شیخ صاحب موصوف اپنے علاقہ کے بااثر آدمی ہیں۔ اور کئی ان کے مرید ہیں۔ جن میں سے بعض پہلے سے احمدی ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حقیقی اسلام کی طرف لوگوں کے قلوب کو مائل کرے۔ اور مشرقی افریقہ کی جماعتوں کو کثرت سے مساجد تعمیر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

افتتاح کے بعد سالانہ کانفرنس شروع ہوئی۔ جو ۱۶ر ۱۷ر اور ۱۸ر مارچ تک رہی۔

مورخہ ۱۹ر مارچ کو مبلغین کی کانفرنس ہوئی۔ جس میں تبلیغ کو وسیع کرنے اور دیگر امور کے متعلق مشورہ کیا گیا۔

(الفضل ۵/۴)

زکوٰۃ کی ادائیگی مال کو بڑھاتی ہے

سیرت آنحضرت صلعم (ہندی)

جیسا کہ نظارت ہذا کی طرف سے بدر مورخہ ۲ر مئی میں اعلان ہو چکا ہے۔ بھارت کے موجودہ حالات میں جب کہ بعض متعصب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے بارہ میں کئی قسم کی زبان درازیاں کر چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہندی زبان میں شائع ہونا بہت ضروری ہے۔ اور اس کی وسیع پیمانہ پر اشاعت بھی ضروری ہے تاکہ ... زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچ کر آنحضرت صلعم کی معصومیت کا ثبوت بن سکے اور اہل ہند کو آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ سے روشناس کرا سکے۔

امید ہے کہ جماعت کے مخیر اور مخلص احباب آنحضرت صلعم کی قابل صد احترام ذات کے ساتھ دلی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے سیرت کا ہندی ترجمہ ہو چکا ہے۔ دوستوں کی طرف سے رقوم کا انتظار ہے

جملہ پریذیڈنٹ صاحبان اور مبلغین سے درخواست ہے کہ وہ جماعتوں میں تحریک کر کے رقوم جلد از جلد بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ ایسی تمام رقوم نظارت ہذا کی امانت "ن" میں ارسال فرمائی جائیں۔ اور مناسب ہوگا کہ اس کے لئے غیر احمدی معززین کو بھی تحریک کی جائے

اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خلافت ڈے

۲۷ر مئی

جیسا کہ بدر مورخہ ۱۰ر مئی میں اعلان ہو چکا ہے۔ تمام جماعتیں ۲۷ر مئی بروز سوموار کو مقامی طور پر خلافت ڈے منائیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق اس جلسہ میں الفضل یا بدر کے اخباروں سے حوالجات سنائے جائیں۔ یا الفضل کے پرانے اخبارات میں سے حوالے سنائے جائیں۔ تاکہ جماعت کے تمام افراد کو خلافت حقہ کی اہمیت اور اس کی برکات کا علم ہو جائے۔ نیز خلافت حقہ کے خلاف پیغامیوں اور منافقین کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ پردازیوں کا علم ہو جائے۔

جو جماعتیں ۲۷ر مئی کو کسی وجہ سے جلسہ نہ کر سکیں وہ اس کے بعد کسی موزوں قریبی تاریخ کو جلسہ کریں۔ مگر کوئی جماعت ایسی نہ رہ جائے جس میں یہ جلسہ نہ منایا گیا ہو۔

پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ سے گذارش ہے کہ وہ جلسہ کے بعد رپورٹیں مرتب کر کے اشاعت کے لئے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

حضرت عرفانی صاحب کے لئے درخواست دعا

حضرت عرفانی صاحب (مقیم حیدر آباد دکن) سخت کمزور اور بیمار ہیں۔ ان کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری حالت کی رو سے ان کی زندگی قریب الاختتام ہے ... جنہوں نے حقیقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فیوض حاصل کئے آپ کی خدمات کیں۔ سالہا سال تک حضور کی خدمت میں حاضر رہے معدودے چند باقی ہیں۔ احباب حضرت عرفانی صاحب اور حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی کے لئے (جو ہر دو ہی بیمار ہیں) اور ایسے بابرکت وجودوں کی صحت و سلامتی و درازی عمر کے لئے خاص طور پر دعائیں فرمائیں تا اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان سے استفادہ کا زمانہ مزید لمبا فرمادے۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

آئندہ شمارہ

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان کے مطابق چونکہ جملہ جماعتیں ۲۷ر مئی کو اپنے یہاں خلافت ڈے منا رہی ہیں اسلئے اخبار بدر کے آئندہ شمارہ میں خلافت کے بارہ میں بعض ٹھوس علمی مضامین دیئے جائینگے تا احباب کرام اس موقعہ پر اخبار بدر سے بھی استفادہ کر سکیں۔ اگر کچھ دوست کو اس پرچہ کی زائد کاپیاں مطلوب ہوں تو فوری طور پر دفتر بذا کو اطلاع کریں تاکہ بھیجی جا سکیں۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

افریقہ، امریکہ اور یورپ میں نئی مساجد کی تعمیر اور ان کی اہمیت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اس ہفتہ

جو خبریں باہر سے آئی ہیں

ان میں سے بعض تو ابھی ایسی حالت میں ہیں۔ کہ ان کے ذکر کرنے کا موقعہ نہیں آیا۔ لیکن خوشکن خبریاں ایسی ہیں کہ ان کے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مشرقی افریقہ میں ہماری کچھ مساجد بنی تھیں۔ میں نے شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ کو ان کے فوٹو بھیجنے کے لئے لکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ان مساجد کے فوٹو بھیج دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک مسجد ایسی ہے۔ جس کے متعلق مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ وہ سالہا سال کی بنی ہوئی ہے۔ جبکہ سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم وہاں رہتے تھے۔ مگر معلوم نہیں شیخ مبارک احمد صاحب کو کیا ہوا۔ کہ اس وقت انہوں نے اس کا فوٹو نہیں بھیجا تھا لیکن اب انہوں نے اس کا فوٹو بھیجا ہے مساجد کے جو فوٹو مشرقی افریقہ سے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک

نیروبی کی مسجد

کا ہے۔ ایک مسجد ممباسہ میں بنی ہے جس کا فوٹو یہ ہے یہ مسجد ایک عورت نے بنوائی ہے جو بیوہ ہے۔ اس نے ۶۰ ہزار روپیہ اس کی تعمیر کے لئے دیا ہے۔ یہ عورت ہمارے سابق امیر کی جو اب فوت ہو چکے ہیں کی بیوہ ہے۔ اس نے اپنی ساری پونجی جو اس کے خاوند نے اپنے بعد چھوڑی تھی اس سے ممباسہ میں مسجد بنوا دی ہے چونکہ مسجد پر اس سے زیادہ رقم خرچ ہوتی تھی۔ اس لئے بعض اور احمدیوں نے بھی اپنا چندہ اس کی مد میں جمع کرا دیا۔ اور بعض لوگوں نے قرضہ دے دیا۔ اس طرح ممباسہ میں ایک بڑی عالی شان مسجد بن گئی۔ پھر ان میں

دار السلام کی مسجد

کا فوٹو بھی ہے جو نئی بنی ہے۔ یہ مسجد بھی لوکل احمدیوں نے مقامی طور پر چندہ جمع کر کے بنوائی ہے۔ یہ بہت ہی شاندار مسجد ہے فوٹو بتاتا ہے کہ مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر انگریز، سکھ، ہندو اور عیسائی لوگ اس کے صحن میں بیٹھے شیخ مبارک احمد صاحب کی تقریر سن رہے ہیں۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ ہم اس مسجد کا افتتاح کرتے ہیں۔ تاکہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ ہمارے مبلغ امری عبیدی جو یہاں سے پڑھ کر گئے ہیں وہ بھی وہاں موجود ہیں شیخ مبارک احمد صاحب بھی فوٹو میں ہیں۔ مولوی محمد منور صاحب مولوی محمد ابراہیم صاحب کمپالہ والے بھی ہیں۔ غرض سارے مبلغ نظر آ رہے ہیں۔ جو لوگ صحن میں بیٹھے ہوئے ہیں فوٹو سے ان کی تعداد سینکڑوں کی معلوم ہوتی ہے۔ بعض لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اور بعض آدمی شوق سے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور مسجد کی عمارت بڑی عالی شان نظر آ رہی ہے۔

کل ایک خبر یہ بھی آئی ہے

کہ کمپالہ میں بھی ایک مسجد تیار کی جا رہی ہے۔ اس مسجد کے بننے میں دیر ہوئی تو میں نے مبلغ انچارج سے دریافت کیا تھا کہ یہ بنتی کیوں نہیں جس کے جواب میں انہوں نے یہ اطلاع بھجوائی ہے کہ وہاں گورنمنٹ نے ایک قطعہ زمین مسجد کی تعمیر کے لئے احمدیوں کو دیا تھا اور حسب قاعدہ گورنمنٹ نے رسمی طور پر اس کی قیمت بھی طلب کی تھی۔ وہ قیمت احمدیوں نے ادا کر دی تھی۔ لیکن اس کے بنانے میں دیر ہو گئی۔ تو جماعت کے دوستوں نے مجھے لکھا کہ یہ ٹکڑا زمین کا اچھی قیمت پر بک سکتا ہے اگر اجازت دیں تو اس کو بیچ کر کوئی اور قطعہ زمین حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں نے کہا فروخت کر دو اور اس کی قیمت سے اور زمین لے کر مسجد بنا لو۔ اب انہوں نے اطلاع دی ہے کہ مسجد کے لئے زمین مل گئی ہے۔ اور نقشہ بنا کر پیش کر دیا گیا ہے منظوری کے بعد مسجد کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ یہ مسجد ملا کر مشرقی افریقہ کے چار مشہور شہروں میں چار بڑی مساجد ہو جاتی ہیں۔ نیروبی میں ایک۔ ممباسہ میں ایک۔ دار السلام میں ایک۔ کمپالہ میں ایک۔ ان کے علاوہ کئی اور چھوٹی چھوٹی مساجد بھی ہیں۔

ویسٹ افریقہ میں

بھی ہماری کئی مساجد ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں شاندار مساجد بنانے کا رواج نہیں۔ البتہ سالٹ پانڈ میں جہاں ہمارا گولڈ کوسٹ کا انچارج مبلغ رہتا ہے جو ہماری مسجد ہے وہ بہت بڑی اور شاندار ہے۔ ملک کا وزیر اعظم اس کے افتتاح کی تقریب میں آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ جس قلیل رقم میں احمدیوں نے یہ مسجد بنائی ہے گورنمنٹ ابھی نہیں بنا سکتی۔ اور ایسی شاندار مسجد ہمارے سارے ملک میں کوئی نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ہمارے مبلغوں نے خود پاس کھڑے ہو کر کام کی نگرانی کی تھی۔ اور مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا اور ان سے کام کروایا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ مسجد بہت تھوڑی رقم میں بن گئی۔ اب بعض اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ سیرالیون میں بھی بعض جگہوں پہ مساجد بن رہی ہیں۔

امریکہ سے بھی اطلاع آئی ہے

کہ وہاں غالباً ڈیٹرائیٹ میں ایک مسجد بن رہی ہے۔ وہاں کوئی نومسلم جوڑا تھا انہوں نے اس مسجد کے لئے اپنی زمین دی تھی اور کچھ جائداد بھی دی تھی کہ اسے فروخت کر کے مسجد کی تعمیر کر لی جائے۔ کل اطلاع آئی ہے کہ یہ مسجد تکمیل کو پہنچنے والی ہے۔ کاش ہمارے ملک میں بھی لوگوں کو مساجد بنانے کا شوق ہوتا۔ یہاں مساجد بنانے کا بہت کم شوق ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملک کے چپہ چپہ پر پرانے بادشاہوں اور امراء نے اتنی مساجد بنا دی ہیں کہ اب مسلمانوں کو نئی مساجد تعمیر کرنے کا شوق نہیں رہا۔ وہ مساجد کو ویران پڑا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں پہلی مساجد ہی ویران پڑی ہیں۔ ہم اور کیا بنائیں۔ حالانکہ ہماری جماعت کے سامنے یہ سوال نہیں۔ ہمارے پاس جو پہلے مساجد تھیں وہ بھی لوگوں نے چھین لی ہیں۔ مثلاً لاہور میں گمٹی والی مسجد احمدیوں سے چھین لی گئی۔ بعد میں بڑی مصیبت سے قریشی محمد حسین صاحب مرحوم مفرح عنبری والوں نے احمدیوں سے پیسہ پیسہ چندہ جمع کر کے دہلی دروازہ کے باہر ایک مسجد بنوائی۔ اب وہ مسجد بھی اتنی چھوٹی ہو گئی ہے کہ اس میں ساری جماعت سماتی نہیں بلکہ جب میں جایا کرتا تھا تو میں دیکھتا تھا کہ لوگوں نے دور دور تک سڑکوں پر کھڑے ہوئے ہوتے تھے۔ اور دور دور تک لوگوں پر مستاز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ میں نے جماعت کو تحریک کی کہ اور مسجد بنائیں۔ مگر وہ مسجد ابھی تک بنی نہیں۔ زمین اس کے لئے زمین خریدی گئی ہے۔ اگر مسجد کے ساتھ کچھ اور زمین بھی نکل آتی جس کے خریدنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ سے کوئی سمجھوتہ کیا جا رہا تھا۔ کہ اس کے خریدنے کے لئے قرضہ دیا جائے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے سمجھوتہ ہوا نہیں۔ کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی رپورٹ نہیں آئی۔ مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ہمارے ملک میں

اب تک یہ مرض باقی ہے

کہ جب تک شاہی مسجد کی طرح شاندار مسجد نہ ہو لوگ بناتے نہیں، حالانکہ مسجد کے لئے تو ایک چھپر ہی کافی ہے۔ اگر جماعت احمدیہ لاہور ایک چھپر ہی بنا لیتی تو مسجد بن جاتی لیکن انہوں نے ابھی تک چھپر بھی نہیں بنایا۔ امیر صاحب آہستہ آہستہ خطبات میں چندہ کی تحریک کرتے رہے اور روپیہ جمع کرتے رہے۔ کل مجھے ایک دوست نے بتایا ہے کہ لاہور کے ایک دوست نے اس کے لئے بیس ہزار چندہ دیا ہے۔ اس دوست کے پاس جب کارکن چندہ لینے کے لئے گئے۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ ان سے کس قدر رقم کی امید کی جاتی ہے۔ چندہ لینے والوں نے سمجھا کہ یہ امیر آدمی ہیں۔ اگر ہم نے تھوڑا مانگا تب بھی غلطی ہو گی۔ اور زیادہ مانگا تب بھی غلطی ہو گی۔ آخر کار انہوں نے دس ہزار کی رقم طلب کی۔ اس متمول احمدی دوست نے فوراً چیک بک نکالی۔ اور

بیس ہزار روپے کا چیک دے دیا

اور کہا میری طرف سے اتنی رقم اس مد میں شامل کر لو۔ ہمارے ملک میں یہ ایک مثال ملتی ہے کہ متمول لوگوں میں سے ایک دوست نے خاصی رقم مسجد کی تعمیر کے لئے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں ایسے بہت سے دوست ہیں۔ جن کے لئے ایک وقت میں پندرہ پندرہ بیس بیس ہزار روپیہ دینا کوئی مشکل امر نہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈھاکہ، کراچی اور پنجاب میں

بیس تیس تاجر ایسے ہیں

جو ایک وقت میں پندرہ پندرہ بیس بیس ہزار چندہ دے سکتے ہیں۔ اور سارے مل کر تین چار لاکھ روپیہ دے سکتے ہیں اور اس طرح بڑے بڑے شہروں میں مساجد بن سکتی ہیں۔ یوں مقامی طور پر بھی اگر جماعتیں جدوجہد کریں تو اپنے اپنے مقامات پر مسجد بنا سکتی ہیں چنانچہ راولپنڈی میں پچھلے فسادات یعنی ۱۹۵۳ء میں لوگوں نے ہماری مسجد کو جلا دیا تھا۔ بعد میں پتہ لگا کہ مقامی جماعت نے قریباً ۱۲ ہزار روپیہ خرچ کر کے اسے دوبارہ تعمیر کر لیا ہے اور نئی مسجد کے لئے زمین بھی خرید لی ہے۔ تو مقامی طور پر بھی لوگوں میں تحریک کی جائے تو ان میں بڑا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ میں اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک غریب بیوہ عورت کا رقعہ مجھے ملا۔ یہ رقعہ ملاقات سے آتے کے

نجد کی بات ہے۔ اس نے مجھے دو سو روپیہ کے نوٹ دیئے۔ اور کہا۔ یہ رقم میری ماں نے بھیجی ہے۔ اور کہا ہے کہ میں نے اپنے بڑے بیٹے کو یہ رقم مہیا کی ہے۔ اس کو کسی مسجد میں دے دیا جائے۔ اس سے میں نے سمجھا کہ دوستوں کے لئے

لوگوں کے حوصلے بہت وسیع ہوتے ہیں

اگر اس ذریعہ سے جماعت میں تحریک کی جائے تو یقیناً بڑی مدد حاصل ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہماری جماعت پر دوسرے لوگوں کو بھی اعتبار ہے جس کی وجہ سے اگر احمدی دوست اپنے غیر احمدی احباب سے بھی رقوم حاصل کرنا چاہیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے غیر ملکوں میں مساجد تعمیر کرنے کی تحریک کی۔ جب میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک احمدی دوست ایک غیر احمدی کو میرے پاس لے آئے اور کہا یہ دوست باہر سے آئے ہیں۔ انہوں نے آپ کی غیر ملکوں میں مساجد بنانے کی تحریک سنی تھی اور اس کے نتیجہ میں یہ ۱۳۰۰ روپیہ خرچ کر کے لائے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ میں اور بھی دوں گا۔ تو اس طرز پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن

یہ تحریک انفرادی ہونی چاہیئے

جماعت کی طرف سے نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ جماعت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ سر پنچ بن کر کسی اور سے مانگے۔ لیکن افراد اگر اپنے غیر احمدی دوستوں سے چاہیں۔ تو وہ بیشک ایسا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ایک غیر احمدی دوست خود آئے اور ایک بڑی رقم دے گئے کہ اسے کسی مسجد میں لگا دیا جائے۔ ایسی کی ذمہ داری نہ جماعت پر آتی ہے اور نہ اس سے جماعت کا سر نیچا ہوتا ہے۔ لیکن اگر دوست جماعت کے نام پر مانگتے پھریں تو یہ غلط طریق ہوگا۔ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی بڑی ہے کہ اگر وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے تو مسجدوں کے تمام کام خود آسانی سے کر سکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے پندرہ بیس آدمی ایسے ہیں جو ایک وقت میں

پندرہ پندرہ بیس بیس ہزار روپیہ

دے سکتے ہیں۔ اور اسے آسانی کے ساتھ دو تین سالوں پر پھیلا سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے ان کے سرمایہ پر اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن وہ اس طرح پھیلا سکتے ہیں کہ اس کا اثر کئی سالوں پر پڑ جائے۔ ہندوستان میں بھی بعض ایسے احمدی دوست ہیں جو پندرہ پندرہ بیس بیس ہزار چندہ ایک وقت میں دے سکتے ہیں۔ ان کی تجارت بہت اچھی ہے اور پاکستان میں تو ہیں ہی۔ کراچی میں ایک دوست نے باتوں باتوں میں مجھ سے ذکر کیا کہ دو چار لاکھ روپیہ تو میں بھی لگا سکتا ہوں اور کہا کہ کراچی میں جو میری جائداد ہے اسے میں ٹھیک طرح استعمال کروں تو

پچاس ہزار روپے ماہوار آ سکتا ہے

گویا اس کی سالانہ آمد چھ لاکھ روپیہ ہو جاتی ہے۔ اور تین سال میں ۱۸ لاکھ روپیہ آ جاتا ہے تو دیکھو اس دوست کے لئے پندرہ بیس ہزار ایک وقت میں دے دینا کونسا مشکل امر ہے ہماری جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اس رقم کے متمول دوستوں میں تحریک کر کے چندہ اکٹھا کریں۔ اور مساجد کی تعمیر کریں۔ بعض بڑے بڑے شہروں کے دوستوں میں بخل بھی پایا جاتا ہے مثلاً سیالکوٹ ہے اس میں اب تک ہماری نئی مسجد بن جانی چاہیئے تھی۔ لیکن انہوں نے نہیں بنائی اسی طرح لاہور میں نئی مسجد بن جانی چاہیئے تھی۔ لیکن وہ ابھی نکسب نقشے میں نہیں آئی۔

ملتان سے بھی جماعت کے امیر آئے

تھے۔ اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ میں تو مسجد بنانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مجلس عاملہ کے ممبران میرے ساتھ متفق نہیں ہوتے۔ میں نے تو بڑی کوشش کر کے ایک مکان کا انتظام کر لیا ہے۔ لیکن ممبران مجلس عاملہ کے تائید نہ کرنے کی وجہ سے میں مجبور ہوں۔ پریذیڈنٹ ہونے کی وجہ سے مجھے اس سے اتفاق کرنا ضروری ہے میں نے کہا۔ مجبور میں بھی ہوں۔ قانون شکنی میں بھی نہیں کر سکتا۔ ناظر اعلیٰ سے بات کرو۔ ممکن ہے وہ کوئی صورت نکال دیں۔ مسجد تو ضرور بننی چاہیئے۔ اس کے متعلق اگر کوئی قانون ہے تو اگر چہ وہ مجھے یاد نہیں لیکن اس کو توڑنا میرا کام نہیں۔ اس میں سے رستہ نکالنا ناظر اعلیٰ کا کام ہے ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ امید ہے وہ کوئی رستہ نکال دیں گے اور تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی۔ اور مسجد بن جائے گی۔ لائل پور میں دوستوں نے ہمت کر کے بہت بڑی مسجد بنائی ہے۔ جس وقت اس مسجد کے افتتاح کے لئے گیا تھا۔ تو لائلپور میں ۲۰۰ - ۳۰۰ احمدی تھے۔ اور

مسجد تین چار سو آدمیوں کیلئے

بنائی گئی تھی۔ اب سنا ہے وہ بھی جماعت کو کفایت نہیں کرتی۔ اب ان کو بھی اور

مسجد بنانے کی ضرورت ہو گی

پھر سرگودھا ہے اس میں بھی ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ وہاں بھی کوشش کی جائے۔ تو بڑی مسجد بن سکتی ہے کم از کم ہر بڑے شہر میں ایک مسجد بن جانی چاہیئے۔ مجھے پتہ ہے کہ بعض جگہوں میں بہت تھوڑے احمدی ہیں۔ لیکن انہوں نے مسجد بنائی ہے۔ مثلاً کیمل پور ہے۔ ایک دفعہ نوائے پاکستان میں کسی غیر احمدی کا نوٹ چھپا تھا کہ تم شور مچا رہے ہو کہ یہاں سے احمدیوں کو نکال دو۔ لیکن یہاں تو احمدی حکومت کر رہے ہیں۔ پہلے یہاں انہیں کوئی مسجد بنانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد انہوں نے ایک بڑی بھاری مسجد بنائی ہے۔ اب وہ اس میں اذانیں دیتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں۔ حالانکہ

کیمل پور میں بہت چھوٹی سی جماعت ہے

تو ہمت کی بات ہوتی ہے۔ جہاں جہاں دوستوں میں احساس پیدا ہو رہا ہے انہوں نے اپنی مسجدیں بنالی ہیں۔ اگر یہی احساس باقی جگہوں پر بھی پیدا ہو جائے۔ تو کم سے کم بیس مسجدیں پنجاب کے بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں ہو جاتی ہیں۔ اور تیس مسجدیں سابق صوبہ سرحد میں ہونی چاہئیں اور ۲۰ - ۲۵ مسجدیں سابق صوبہ سندھ میں ہونی چاہئیں۔ کراچی اور لاہور اب اتنے بڑے شہر ہیں۔ کہ ان میں سے ہر ایک شہر میں پانچ پانچ چھ چھ اور مسجدیں ہونی چاہئیں۔

ڈھاکہ میں

اگر چہ مسجد بن گئی ہے۔ مگر اس میں اور مساجد بھی بننی چاہئیں۔ پھر اس کے ارد گرد کے علاقہ میں بھی مساجد کی ضرورت ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے ڈھاکہ میں صرف چند احمدی دوست تھے۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں بڑی اچھی جماعت ہے اس سارے ایسٹ اور ویسٹ میں میرے خیال میں پانچ سات سو مساجد کی گنجائش ہے۔ پس ہر جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنی مسجد بنائے سیالکوٹ میں دیہات کی جو امارتیں ہیں ان میں سے بعض میں سارے کے سارے احمدی بستے ہیں۔ میلوں میل تک کوئی غیر احمدی نظر نہیں آتا۔ ان امارتوں میں احمدیوں نے اپنی مساجد بنالی ہیں۔ وہ شہروں والی مساجد تو نہیں۔ دیہات اور قصبات کے مناسب حال مساجد ہی ہیں۔ لیکن بہر حال انہوں نے نماز پڑھنے کی جگہیں بنالی ہیں۔ وہ اگر ان کو پھیلائیں۔ تو صرف ضلع سیالکوٹ میں ہی پانچ سات سو مزید مسجدوں کی گنجائش ہے۔ گو وہ چھوٹی چھوٹی مسجدیں ہوں گی مگر علاقہ کے لحاظ سے وہ مناسب ہوں گی۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی جگہوں پر چھوٹی مسجدیں ہی مناسب ہوتی ہیں۔ بہر حال جماعتوں میں

مسجدیں بنانے کی طرف توجہ

ہو رہی ہے۔ اور غیر ملک تو بڑی جلدی جلدی آگے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن پاکستان اس کام میں ذرا پیچھے ہے۔ پاکستان بیرونی ممالک میں تو بعض بڑی بڑی مساجد بنا چکا ہے۔ لیکن اپنے ملک میں مساجد بنانے کی طرف اس کی توجہ بہت کم ہے

بیرونی ممالک میں مساجد بنانے میں بڑی دقت یہی ہے کہ ہمیں ایکسچینج نہیں ملتا۔ اگر ایکسچینج مل جاتے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اور بھی مسجدیں بنا سکتے ہیں۔ اس وقت ہیمبرگ میں مسجد بن چکی ہے لنڈن میں بن چکی ہے۔ ہیگ میں بن چکی ہے۔ اب نیورمبرگ میں بنانے کی تجویز ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ

بارہ مساجد تو جرمنی میں ہی بننی چاہئیں

ہیمبرگ میں بن گئی ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ ایکسچینج دے گا۔ تو نیورمبرگ میں بن جائیگی پھر جب خدا تعالیٰ اور ایکسچینج دے گا تو فرینکفورٹ (Frank Furt) میں یا ڈوسل ڈارف (Dassel Dorf) میں بن جائے گی۔ یہ تین ہو جائیں گی۔ پھر خدا تعالیٰ توفیق دے گا تو ہینوور (Hannover) میں بن جائے گی۔ پھر خدا تعالیٰ توفیق دے گا تو انسبروک (INNS BRUCK) میں بھی بن جائے گی۔ پھر توفیق دے گا تو ایک منشن میں (Munchen) جسے میونخ (MUNICH) بھی کہتے ہیں بن جائے گی جہاں سے ہٹلر نکلا تھا۔ یہ چھ ہو جائینگی۔ پھر توفیق دے گا تو کیل (KIEL) میں بن جائے گی جو جرمن کا بڑا بھاری پورٹ و بندرگاہ ہے۔ یہ سات ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ بون (BONS) بڑا شہر ہے جو جرمنی کا دارالخلافہ ہے۔ پھر کولون بڑا شہر ہے۔ انہیں ملا کر ۹ مساجد بن جاتی ہیں۔ میں نے ایک دن گنا تھا کہ صرف جرمنی میں دس بارہ مساجد کی ضرورت ہے۔ اگر اتنی مساجد وہاں بن جائیں۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں کئی ہزار مسلمان ہو جائیں۔

جرمنی میں انگلستان اور دوسرے یورپین ممالک کے مقابلہ میں میں نے یہ خوبی دیکھی ہے کہ وہاں جو احمدی ہیں وہ چندہ بھی دیتے ہیں یہ بات دوسرے ملکوں میں نہیں۔ مثلاً سوئٹزرلینڈ میں دس دس سال سے بعض احمدی ہوئے ہیں۔ لیکن وہ چندہ نہیں دیتے۔ لیکن جرمنی میں جب میں گیا تو ایک شخص مجھے ملنے آیا۔ اب وہ فوت ہو گیا ہے۔ اس کے پاس شراب کا ایک بڑا کارخانہ تھا جو اسے باپ کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس نے مجھ سے فتویٰ پوچھا کہ میرے پاس شراب کا ایک کارخانہ ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں میں نے کہا۔ وہ کارخانہ تم نے تو نہیں بنایا۔ تمہارے باپ کی طرف سے

دولت ہی تم کو ملا ہے۔ تم آہستہ آہستہ اس سے اپنا روپیہ نکالو۔ اور اسے کسی اور کاروبار میں لگاتے جاؤ۔ فوراً نہ چھوڑو۔

ہمارے مبلغ نے اس کے متعلق بتایا

کہ وہ دو پونڈ ماہوار باقاعدہ چندہ دیتا ہے اب وہ فوت ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے وہاں پھر ایک نیا احمدی بنایا۔ اس کے متعلق بھی اطلاع آئی ہے کہ وہ ایک پونڈ ماہوار چندہ دیتا ہے۔ اب وہ یہاں اپنی بیوی سمیت آرہا ہے۔ اور اس نے لکھا ہے کہ وہ ایک اور احمدی دوست کے ساتھ ترکی اور ایران سے ہوتا ہوا پاکستان آئے گا۔ شاید ستمبر میں وہ یہاں پہنچ جائے۔ کہتے ہیں کہ اس کے اندر اتنا اخلاص ہے کہ آنے سے پہلے اس نے اپنی جگہ پر انتظام کر دیا ہے کہ اس کے دوست اور رشتہ دار اس کا باقاعدہ چندہ دیتے رہیں گویا وہ چھ ماہ کا عرصہ جو باہر رہے گا۔ اس میں اس نے انتظام کر دیا ہے کہ ایک پاؤنڈ ماہوار چندہ باقاعدہ جماعت کو ملتا رہے ایک پونڈ ماہوار کی بظاہر کوئی حیثیت نہیں مگر دس بیس ہزار احمدی ہو جائیں۔ اور اسی طرح

دس بیس ہزار پونڈ

ماہوار چندہ آجائے۔ تو اس سے ہر ماہ ایک مسجد بن سکتی ہے۔ خدا کرے یہ نومسلم یہاں آجائے اور ہر ابتلاء سے محفوظ رہے۔ یورپ کے لوگوں خصوصاً جرمنی کے لوگوں کے آنے میں ابتلاء کا خطرہ رہتا ہے۔ جرمنی کے لوگ اگرچہ احمدیت میں بہت کم ہیں۔ لیکن ان میں نزاکت زیادہ پائی جاتی ہے۔ ویسے لڑائی میں وہ بہت مضبوط ہیں۔ لیکن طبیعت کے لحاظ سے بڑے صفائی پسند ہیں اور جرمنی میں سب سے زیادہ صفائی کا خیال پایا جاتا ہے لندن میں جاؤ تو ہر جگہ کاغذات پڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ جہاں کسی نے کوئی چیز کھائی وہیں کاغذ پھینک دیا۔ لیکن سوئٹزرلینڈ میں ہم رہے ہیں وہاں صفائی کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔ سارے شہر میں پھر جاؤ۔ ایک کاغذ بھی کسی سڑک پر پڑا نہیں ملے گا۔ ہمارا ملک تو گندا ہے ہی

جرمنی کا ایک احمدی

زندگی وقف کر کے لندن گیا۔ اور وہاں سے مرتد ہو کر واپس آگیا۔ صرف اس وجہ سے کہ لندن بڑا گندا شہر ہے۔ تو جس کو لندن گندہ شہر نظر آیا۔ ربوہ اسے کیسا نظر آئے گا۔ چنانچہ پروفیسر ٹلٹاک صاحب نے جب ربوہ آنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے انہیں منع کیا کہ ابھی نہ جاؤ۔ میں اپنا مکان بنا دوں اور اس میں فلش والا پاخانہ بنا لوں تب بلائیں۔ ورنہ اس کو ابتلاء آجائے گا۔ چنانچہ پچھلے سال

جب چوہدری صاحب کا مکان بن گیا۔ تو وہ یہاں آگئے۔ ورنہ انہوں نے بہت عرصہ پہلے آجانا تھا۔ اب پھر آتا ہے تو یہ دونوں میاں بیوی آرہے ہیں۔

خدا تعالیٰ ان کے ایمانوں کو سلامت رکھے

ہماری عدم صفائی کی وجہ سے ان کو کوئی ٹھوکر نہ لگے۔ کیونکہ جرمن لوگ بڑے صفائی پسند ہیں۔ جب تک انہیں صفائی نظر نہ آئے اور یہ نہ دیکھیں کہ سب لوگ مشینوں کی طرح کام میں لگے ہوئے ہیں انہیں [illegible] خطرہ ہوتا ہے۔ ہم ہیمبرگ میں پہنچے تو ہم دیکھتے تھے کہ ہمارے سامنے گلی میں ایک مکان ٹوٹا ہوا ہے۔ مگر دوسری صبح دیکھتے کہ لوگ دیوؤں کی طرح اس مکان کے بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور شام تک اسے مکمل کر دیتے۔ مجھے ایک وزیر نے بتایا کہ ہم سب سے زیادہ اہمیت تعمیر کے کام کو دیتے ہیں۔ انگریزوں نے ہمارے شہروں کو بموں سے اڑا دیا تھا۔ اب ہم خود اسے تعمیر کر رہے ہیں۔ محلہ والے سب لوگ آجاتے ہیں اور مزدور بن کر مکان تعمیر کرا دیتے ہیں۔ اور ایک پیسہ بھی اجرت کے طور پر نہیں لیتے اس طرح ہم ہر روز تین چار مکانات بنا لیتے ہیں۔ اور سال میں ہم نے سارا ہیمبرگ بنا لیا ہے

ہماری جماعت کے ایک نوجوان

جرمنی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے تھے۔ جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی میری اس بات کی تصدیق کی اور کہا میں بھی وہاں سے آیا ہوں۔ وہاں یہی حال تھا۔ میں اپنے مکان کی کھڑکی میں سے دیکھتا تو ایک مکان گرا ہوا ہوتا تھا۔ مگر دوسرے دن دیکھتا۔ تو وہ مکان تعمیر ہو چکا ہوتا۔ سارے کے سارے لوگ آپ ہی آجاتے تھے۔ اور مفت مکان بنا دیتے تھے۔ اور کہتے تھے ہمارا شہر انگریزوں نے توڑا ہے۔ اب ہم اسے خود تعمیر کریں گے۔ میں وہاں ایک یونیورسٹی کے ہسپتال میں اپنے معائنہ کے لئے گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ یونیورسٹی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور جو چھتیں بنی ہوئی ہیں وہ تازہ تعمیر کردہ ہیں۔ اور ان سے تازہ سیمنٹ کی بو آرہی ہے۔ میں نے ڈاکٹروں میں سے ایک سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ہماری یونیورسٹی بمباری کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی جو حصہ بنا ہوا آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہم نے اور طالب علموں نے مل کر بنایا ہے میں نے کہا۔ ہمارے ملک میں تو کوئی ڈاکٹر ایسے کام کو ہاتھ نہ لگائے۔ اس نے کہا ہم تو پرواہ نہیں کرتے

ہماری یہ یونیورسٹی بہت مشہور تھی

بمباری کی وجہ سے اس میں بڑے بڑے غار بن گئے تھے۔ چنانچہ اس نے مجھے ایک کمرہ دکھایا اور ایک غار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اتنے بڑے بڑے غار تھے۔ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ ہم خود کام کریں گے اور یونیورسٹی کی عمارت بنائیں گے۔ چنانچہ سارے ڈاکٹر اور طالب علم کام میں لگ گئے۔ اور عمارت بنالی۔ میں نے کہا واقعی یہ تمہاری ہی ہمت ہے ہمارے ملک میں تو استاد ایک باورچی خانہ بنانے کو بھی تیار نہیں۔ اگر انہیں ایسا کام کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ کہیں گے کہ کیا ہم اتنے ہی ذلیل ہیں۔ کہ یہ کام کریں۔ تو یاد رکھو باہر سے لوگ یہاں آرہے ہیں۔ ان کو مرتد کر کے نہ بھیجنا

صفائی رکھو

ایک امریکن آدمی ایک دفعہ یہاں آیا تھا میں نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا تھا جب وہ واپس گیا۔ تو اس نے ہمارے صلح کرتا یا کہ ربوہ بڑا اچھا شہر ہے۔ مگر ایک نقص میں نے یہ دیکھا ہے کہ وہاں افسردگی سی چھائی ہوئی ہے۔ تمہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہاں درخت لگاتے۔ روشیں بناتے۔ پختہ سڑکیں بناتے۔ یوں تو بڑی ہمت کی ہے کہ غیر آباد پہاڑیوں کو آباد کر لیا ہے لیکن شہر میں جانے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس پر افسردگی سی طاری ہے۔ میں نے سنا ہے کہ جلسہ سالانہ کے بعد میجر مرزا امیر احمد صاحب نے ایک ماہ کا عرصہ وقف کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ میں یہاں رہ کر

شہر کی صفائی کا انتظام

کروں گا۔ اور کسی نے مجھے بتایا تھا کہ ان کی کوشش کی وجہ سے شہر کافی حد تک صاف ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایک نوجوان مرزا محمد صادق بیگ صاحب کو بھی کام سکھا دیا ہے۔ اب وہ ان کی غیر حاضری میں کام کر رہے ہیں۔ مگر ہم نے تو اپنی آنکھوں سے کبھی صفائی دیکھی نہیں۔ ممکن ہے ان لوگوں کو صفائی نظر آتی ہو گی۔ جنہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ لیکن باہر سے آنے والے لوگوں کو بھی صفائی نظر آنی چاہیئے۔ (الفضل ۱۱ مئی ۵۸ء)

حصہ آمد کے موصی احباب یاد رکھیں کہ

(۱) آپ کے حصہ آمد کے حساب کی تکمیل کا انحصار صرف اور صرف بجٹ فارم آمد کے پُر کر دینے پر ہے اس لئے بجٹ فارم بہت جلد پُر کر کے واپس فرمائیں۔

(۲) بجٹ فارم پُر کرنے سے پہلے دوسری طرف کی مطبوعہ عبارتوں کو غور سے پڑھ لیں تاکہ اُسے پُر کرتے وقت کسی قسم کی بے احتیاطی یا غلطی نہ ہو جائے۔

(۳) موصی کی بجائے کسی دوسرے شخص کو بجٹ فارم پُر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ یعنی موصی کی جگہ اپنے دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔ دستخط کنندہ بہت بڑی ذمہ واری اپنے اوپر لیتا ہے

(۴) بجٹ فارم پُر کر کے نیچے اپنے دستخط ضرور کریں۔ ناخواندہ ہونے کی صورت میں نشان انگوٹھا ثبت کریں اور تاریخ درج کریں۔

(۵) حصہ آمد کا بقایا کسی صورت میں چھ ماہ سے زائد نہ ہونے دیں۔ کیونکہ اس صورت میں وصیت منسوخ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(۶) بجٹ فارم پُر کر کے واپس نہ کرنا بھی چھ ماہ سے زائد عرصہ کا بقایا دار ہونے کے مترادف ہے۔ اس سستی کی وجہ سے بھی وصیت از روئے قواعد منسوخ ہو سکتی ہے۔

(۷) وصیت کا بقایا کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی شرح حصہ آمد یا حصہ جائداد کی شرح ۱/۱۰ سے کم ہو سکتی ہے۔

(۸) دفتر کی طرف سے سالانہ حساب پہنچنے پر اطلاع دیں کہ آیا درست ہے۔ اور جو بقایا یا فاضلہ دکھایا گیا ہے۔ اس پر آپ کو اطمینان ہے ؟

(۹) حساب غلط ہونے کی صورت میں بلا توقف اطلاع دیں کہ اس میں کیا غلطی ہے

(۱۰) خط و کتابت کے لئے اپنے پتے سے دفتر کو ضرور آگاہ رکھیں۔ بعض وصیتیں موصیوں کے عدم پتہ کی وجہ سے داخل دفتر کر دی جاتی ہیں۔

(۱۱) اپنے دوسرے موصی بھائیوں کو بھی جو اخبار کے خریدار نہیں ان امور سے واقف کر دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان دارالامان

درخواست دعا

مولوی عبدالعزیز صاحب محتسب ربوہ کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں نیز وہ خود بھی بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اس لئے احباب جماعت اُن کی اہلیہ کی کامل شفایابی اور ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔

(فضل الٰہی خان درویش قادیان)

خطبہ عید الفطر

ہماری سچی اور حقیقی عید وہی ہو سکتی ہے جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عید یہی ہے کہ دنیا میں قرآن مجید کی اشاعت ہو اور اسلام کو فتح نصیب ہو

دعاؤں میں لگے رہو اور اپنی اولادوں کی ایسی اصلاح کرو کہ وہ قیامت تک اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ مئی ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے آج پھر معذرت کرنی پڑتی ہے۔ کہ میں کوئی

لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا

بلکہ لمبا خطبہ پڑھنا تو الگ رہا میں چھوٹا خطبہ پڑھنے سے بھی معذور ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کے ایام میں میرے منہ میں تکلیف ہو گئی۔ اور مسوڑھوں میں ایک جگہ پیپ پڑ گئی جس کو ڈاکٹر عبد الحق صاحب نے لاہور سے آکر نکالا۔ اور اس کی وجہ سے قریباً سارا رمضان دانت استعمال نہیں ہو سکے اگر خالی مسوڑھے ہوں اور دانت نہ ہوں۔ تب بھی ایک حد تک غذا چبائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کچھ دانت ہوں۔ اور دانت دانت پر لگ رہے ہوں۔ تو جہاں دانت نہیں ہوتے وہاں خلا بن جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے غذا اچھی طرح چبائی نہیں جا سکتی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ۸۴ سال کی عمر میں بھی مسوڑھوں سے غذا چبا لیا کرتی تھیں۔ حالانکہ ان کے سارے دانت گر گئے تھے۔ پس ایک تو

مسوڑھوں کی تکلیف

کی وجہ سے غذا بغیر ہضم کئے معدہ میں جاتی رہی جس کی وجہ سے اسہال کی تکلیف ہو گئی۔ اور اس سے طبیعت میں ضعف پیدا ہوا۔ پھر دانت کی تکلیف کی وجہ سے ضعف ہوا اس کے علاوہ طبیعت کی کمزوری کی ایک اور وجہ بھی ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ ۱۹۵۵ء میں رمضان کے قریب ہی مجھ پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ ہم کراچی میں تھے کہ رمضان شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے اس سال

تلاوت قرآن

نہ ہو سکی۔ پھر ۱۹۵۶ء آیا۔ تو اس سال بھی رمضان کے مہینہ میں فالج کا اثر ابھی باقی تھا۔ جس کی وجہ سے تلاوت نہ ہو سکی۔ اس دفعہ میں نے تلاوت پر زور دیا۔ تا کہ پچھلی کسر نکل سکے۔ اس کی وجہ سے بھی ضعف ہوا فالج کا اثر جو باقی ہے وہ آنکھوں پر محسوس ہوتا ہے چنانچہ آنکھیں بڑی جلدی کام کرنے سے تھک جاتی ہیں۔ سامنے آدمی بیٹھا ہوا ہوتا ہے مگر وہ ذرا اُدھر اُدھر ہو جائے تو مجھے پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اور میں اُسے پہچان نہیں سکتا۔ پھر اس کا اثر جلد ہی حافظہ پر بھی پڑتا ہے۔ اور میں تھوڑی ہی دیر میں بھول جاتا ہوں کہ مجھے کون ملا تھا۔ بہرحال تلاوت کی وجہ سے بیماری کی تکلیف اور بھی بڑھ گئی۔ اور حافظہ کی کمزوری جس میں کمی آگئی تھی پھر زیادہ ہو گئی۔ پچھلے سال ۱۹۵۶ء میں مجھے لمبا آرام مل گیا تھا۔ اس کی وجہ سے کمزوری کسی حد تک دور ہو گئی تھی۔ اور حافظہ میں چستی پیدا ہو گئی تھی ۱۹۵۵ء میں یہ تکلیف بہت زیادہ تھی۔ جو سال کے آخر تک بلکہ ۱۹۵۶ء کے شروع تک رہی اس کے بعد مری ایبٹ آباد اور جابہ میں کچھ آرام ملا۔ تو اس میں کمی آنی شروع ہو گئی۔ بلکہ قریباً اس کی اصلاح ہو گئی لیکن اس دفعہ پھر بیماریوں کے مجموعہ کی وجہ سے خرابی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے میں لمبی دیر تک بول نہیں سکتا۔

میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

ہماری عید دراصل وہی ہو سکتی ہے

جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عید ہو اگر ہم عید منائیں۔ لیکن محمد رسول اللہ علیہ وسلم عید نہ منائیں۔ تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ وہ ماتم ہو گا جیسے کسی گھر میں کوئی آفت پڑی ہو۔ ان کا کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہو۔ تو لاکھ عید کا چاند نکلے۔ ان کے لئے عید کا دن ماتم کا ہی دن ہو گا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے چاہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ۱۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ اگر اس کی عید میں محمد رسول اللہ علیہ وسلم شامل نہیں اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ تو اس کی عید کسی کام کی نہیں۔ بے شک اس دن ہمیں خدا تعالیٰ نے خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوشی منانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہیئے۔ کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید

نہیں آئی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے اگر قرآن اور اسلام پھیل جائیں۔ تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہو جائیں گے۔ اور آپ خوش ہوں گے کہ اگرچہ مجھے فوت ہوئے ۱۳۰۰ سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن جس مشن کو لیکر میں دنیا میں آیا تھا۔ ابھی تک میری امت نے اسے قائم رکھا ہوا ہے۔

پس

کوشش یہی کرو

کہ اسلام کی اشاعت ہو۔ قرآن کی اشاعت ہو تا کہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں۔ اگر آج کی عید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی عید ہے تو پھر سارے مسلمانوں کی عید ہے۔ لیکن اگر آج کی عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شامل نہیں تو پھر آج سارے مسلمانوں کے لئے عید نہیں۔ بلکہ ان کے لئے ماتم کا دن ہے۔

پس

اس نکتہ کو یاد رکھو

بے شک ایک حد تک ہماری جماعت کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا ہے۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز ہمارے اندر اس قدر گھر کر گئی ہے کہ ہماری اولادوں میں بھی سینکڑوں سال تک چلی جائے گی۔ ابھی ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بعض لوگوں کی اولادیں اگرچہ ان پر سینکڑوں سال نہیں گذرے۔ ابھی سے اپنے باپ دادوں والا اخلاص نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ ہماری اصلی عید تبھی ہو سکتی ہے۔ جب قیامت تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا کھڑا رکھا جائے۔ اگر ہمیں یہ نظر نہ آئے اور ہماری اولادوں میں اتنا جوش نہ ہو کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاتی رہا کریں گی۔ تو پھر ہمیں ڈرتے رہنا چاہیئے۔ کہ اس وقت اگر عارضی طور پر ہمارے لئے عید ہے تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کہیں خدانخواستہ ہمارے لئے ماتم نہ ہو جائے۔

پس میں دوستوں کو

نصیحت کرتا ہوں

کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ایسی اصلاح کریں۔ کہ ان کو یقین ہو جائے کہ وہ قیامت تک اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھیں گے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاتے رہیں گے۔ تا کہ ہماری زندگی ہی عید والی نہ ہو۔ بلکہ

ہماری موت بھی عید والی ہو

کسی شاعر نے کہا ہے کہ اے انسان جب تو دنیا میں پیدا ہوا تھا۔ تو اس وقت تو رو رہا تھا۔ اور لوگ ہنس رہے تھے۔ درحقیقت بچہ کا سانس رکا ہوا ہوتا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا ہے۔ تو پہلی دفعہ اس کے پھیپھڑوں میں ہوا جاتی ہے۔ اس وجہ سے بچہ پیدائش کے بعد ضرور چیخ مارتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو اس وقت تو رو رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔ کہ ہمارے گھر میں بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب تجھے چاہیئے۔ کہ تو ایسے

نیک اعمال

کر اور دنیا کے ساتھ ایسا نیک سلوک اور معاملہ کر کہ جب تو مرے تو تُو ہنس رہا ہو۔ اور لوگ رو رہے ہوں۔ تو اس لئے ہنس رہا ہو۔ کہ اب میری خدمات اور نیک اعمال کا نتیجہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا۔ اور لوگ رو رہے ہوں۔ کہ ایک اچھا آدمی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ تو ہم اگر اپنی

اولادوں کو اسلام پر قائم

کر جائیں۔ اور ہمیں یقین ہو کہ اس کا جھنڈا کھڑا رکھیں گی۔ تو یقیناً ہماری موتیں ایسی حالت میں ہوں گی۔ کہ ہم ہنس رہے ہوں گے۔ اور لوگ رو رہے ہوں گے۔ اور یہی وہ موت ہے جس کی ایک مومن کو تمنا ہونی چاہیئے۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ مگر ایسی موت کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے فرشتے خوشخبری دے دیں۔ کہ تو خدا تعالیٰ کی گود میں جائے گا۔ اور فرشتے تیرے محافظ ہوں گے۔ اور تیری اولاد تیرے بعد اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھے گی موت نہیں ہوتی۔ بلکہ خوشی کی گھڑی ہوتی ہے۔

پس

ایسا رویہ اختیار کرو

کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور تمہاری اولادوں کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے عید بنا دے۔ اولادوں کی بات تو بہت دور کی ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ کہ یہ سال ختم بھی نہ

(باقی صفحہ ... پر)

مسئلہ ختم نبوت — اور — اربابِ خرد کی عدالت

از مکرم مولوی کلیم اللہ صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن جبلپور

میرے دوست! یہ درست ہے کہ پہلے ہر قوم کے لئے الگ الگ انبیاء آتے تھے لیکن جب دنیا کی متمدن آبادی اپنے عرصۂ زندگی کی پنجہزاری سالگرہ مناکر ششم ہزاری دور میں داخل ہوئی تو اس وقت نگاہِ قدرت نے دیکھا کہ اب نظامِ عالم میں حیرت انگیز تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ اس لئے خدا نے بعثتِ انبیاء کا پرانا طریقہ بند کر دیا۔ اور اس دورِ جدید کی اصلاح و تربیت کے لئے ایک ایسے وجود کو منتخب کیا۔ جس میں اقوامِ عالم کے درمیان علمی۔ مذہبی اور معاشی تعلقات پیدا کرنے کی پوری صلاحیت موجود تھی۔ جب وہ بابرکت وجود ظاہر ہوا تو اس نے یہ نہیں کہا کہ میں کسی خاص قوم و ملک کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ اس نے اپنا منصب یوں بیان کیا

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

میں دائرہ انسانی کا نقطۂ مرکزی ہوں۔ میری روحانی مملکت تمام دنیا پر حاوی ہے۔ اور میرے اختیارات تمام انبیاء سابقہ کے اختیارات سے وسیع ہیں۔

میرے دوست! اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ لڑی جو اقوامِ عالم کو ملانے کے لئے نازل کی گئی۔ اسی کا نام "قرآن" ہے۔ وہ انسان جس نے سب سے پہلے یہ بین الاقوامی پیغام دیا۔ اس کا نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" ہے اور منصب خصوصی جس پر فائز ہو کر اس نے تمام انسانوں کو امن و اتحاد کا یہ سندیش دیا۔ اس کا نام "مرتبہ خاتم النبیین" ہے۔ مختلف مذاہب کے پیرو جو الگ الگ روحانی راستوں پر چل رہے تھے۔ اور جدا جدا صحیفوں کو ذریعہ نجات سمجھ رہے تھے اب انہیں ندا دی گئی کہ ہشیار! رضاءِ الٰہی حاصل کرنے کے جتنے راستے ہیں اور جن جن سمتوں سے نکلتے ہیں اب ان تمام راستوں کو ایک ایسے چوراہے سے گذرنا پڑے گا جس کے ٹریفک کنٹرولر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک مہر ہے جس کو خاتم النبیین والی مہر کہتے ہیں۔ وہ اس مہر کے ذریعہ جس کی تصدیق کر دیں گے۔ اب اسی کو آگے بڑھنے اور بارگاہ الٰہی تک پہنچنے کی اجازت دی جائے گی۔ اور جس کے پاس اس کی مہر تصدیق نہ ہوگی۔ وہ آگے بڑھنے سے روک دیا جائے گا۔ عیسائی جو کفارہ کا عقیدہ لے کر بڑھ رہے تھے۔ جو نرملا کا سندیش سناتے جا رہے تھے۔ اور ہندو دھرمی جو آواگون کا پرچار کرتے چلے تھے۔ ان سبھوں کو اس جگہ رک جانا پڑا۔ خدا کا وہ سپاہی جو اس چوراہے پر بطور ٹریفک انچارج "مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے ان سبھوں کے کاغذات دیکھے۔ وہ ذرا مسکرایا۔ اور بولا۔ دیکھو اب کفارہ۔ نروان اور آواگون کا عقیدہ دنیا کے لئے مفید نہیں۔ میری مہر نبوت ان تعلیمات کی تصدیق نہیں کر سکتی لہٰذا تم لوگ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ٹرشٹاؤ۔ عیسائیوں بودھوں اور پارسیوں وغیرہ کو سخت تردد ہوا کہ یہ کیسا قانون نافذ ہو گیا۔ ان سبھوں نے متفقہ طور پر ایک اپیل دائر کی کہ پہلے تو کبھی یہ بات دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ محمدی مہر کی قید کب سے لگائی گئی پہلے تو ہر قوم اپنے اپنے طور پر جد و جہد کر کے قربِ الٰہی کا مقام حاصل کر لیتی تھی۔ تو آپ نے ان سبھوں کو وہ سند دکھائی جو آپ کو خدا کی طرف سے عطا کی گئی تھی۔ اور جس پر نہایت جلی خط سے لکھا تھا:۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ عزیزا حکیما۔

اور فرمایا اب میں مملکتِ روحانی کا مختارِ اعلیٰ بنایا گیا ہوں۔ اب کوئی اس آسمانی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک میرا پروانۂ راہداری اس کے ساتھ نہ ہو۔

اے ساتھی! یہ ہے خاتم النبیین کا صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی تعارف۔ مگر جو شخص آپ کا تعارف ان الفاظ میں کراتا ہے کہ آپ نے پیدا ہو کر سلسلہ ختم نبوت کر دیا وہ درحقیقت آپ کی شان میں بڑا تمسخر کرتا ہے۔ آپ کو قوموں کے سامنے ملکا کر کے دکھاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ آپ کیا پیدا ہوئے رحمت الٰہی کا چشمہ ہی خشک ہو گیا۔

اب اہل انصاف خود ان دونوں تفسیروں کو پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کونسی تفسیر محمد رسول اللہ صلعم کی شان دوبالا ہوتی ہے اس کے بعد مولویوں کے اس دعوے پر غور کریں کہ خاتم النبیین کی تفسیر "سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والا" کے علاوہ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ کتنا جاہل دعوے تھا یہ دعویٰ مودودی صاحب نے اپنے رسالہ دینیات میں کیا ہے۔ مثلا

اور جب اس آیت کی تفسیر میں دو احتمالات نکل آئے تو اب اصول حدیث نقد و تفسیر کے مطابق ہر فریق کو اپنی تفسیر کی تائید میں قرآن پاک کی دوسری آیات دکھانی چاہئیں۔ ہماری رواداری دیکھئے کہ ہمارے مقابلہ میں جو تفسیر "سلسلہ نبوت کو بند کر دینے والا" بیان کیا جاتا ہے۔ وہ اگرچہ مضحکہ خیز ہے۔ تاہم ہم یہ تفسیر بھی لیکر خاذ میں رکھتے ہیں۔ کیوال انصاف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ خود فیصلہ کرے۔

جب اربابِ عقل و خرد کی قومی عدالت میں یہ مقدمہ جاتا ہے تو وہاں بھی یہی طریق فیصلہ مقرر کیا جاتا ہے کہ فریق کو اپنے اپنے دعوے پر دوسرا قرینہ پیش کرنا ہوگا۔ تو وہ علماء جو میراث انبیاء کے حقدار سمجھے جاتے ہیں سخت گھبراتے ہیں۔ اور پریشانی کے عالم میں عقلی دلائل پیش کرنے لگتے ہیں۔ اس وقت قومی عدالت کا حاکم اس کو روکتا ہے اور کہتا ہے عقلی معاوضہ اپنے پاس رکھئے۔ قرآن شریف کی آیات پیش کیجئے۔ زیر بحث ایک آیت قرآنی ہے۔ لہٰذا وہی قرینہ معتبر ہوگا۔ جو قرآن شریف سے پیش کیا جائے گا۔ بے چارہ مولوی اس وقت سخت عاجز نظر آتا ہے۔ اور علم و فضل کے اتنے بلند بانگ دعاوی کے باوجود پورے قرآن مجید سے اپنے مقصد کی ایک آیت بھی نہیں دکھا سکتا ہے۔ علماء کی یہ بیچارگی دیکھ کر جب قوم برافروختہ ہوتی ہے تو وہ احادیث کے بڑے دفاتر لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر قرآن مجید میں ہمارے مطلب کی آیات نہیں تو کیا ہوا۔ ہم اپنا دعا حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہہ کر زور سے بولنے لگتا ہے مولوی صاحب۔ دیکھئے ایک حدیث میں آتا ہے انا العاقب والعاقب الذی لا نبی بعدہٗ۔

حاکم۔ جو مولوی صاحب کی اس بوکھلاہٹ پر مسکرا رہا تھا اس سے پوچھتا ہے کہ عاقب کی جو تصریح اس حدیث میں ہے کیا وہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کے منہ کی کہی ہوئی تشریح ہے۔ تو اس وقت بیچارہ عربی رومال سے پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے بولتا ہے کہ نہیں۔ عاقب کی تشریح اس حدیث کے ایک راوی زہری کی اپنی کہی ہوئی ہے۔ محمد رسول اللہ نے تو اپنے کو صرف عاقب کہا ہے۔ اس کی تشریح نہیں کی۔

حاکم نے پوچھا کہ پھر آپ پورے جملہ کو حدیث بنا کر کیوں پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ تحریف نہیں؟ کیا زہری کے قول کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بنا کر پیش کرنا حدیث میں تصرف و بے جا مداخلت نہیں؟

یہ سنتے ہی مولوی صاحب کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور ذرا دھیمے لہجہ میں بولا۔ اچھا اگر یہ نہیں تو دوسری دلیل سنئے۔ ایک حدیث میں آیا ہے لا نبی بعدی۔ اور گذارش ہے کہ یہ حدیث بالکل واضح ہے۔ اس سے ہم لوگوں کا مدعا ثابت ہو جاتا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حاکم۔ اچھا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا وہ تشریف لانے والے ہیں؟

مولوی صاحب۔ بے شک وہ آنے والے ہیں۔

حاکم۔ کیا وہ نبی نہیں ہوں گے۔

مولوی صاحب۔ ذرا سوچ کر جی وہ نبی نہیں ہوں گے۔

ایک دوسرے مولوی صاحب دخل در معقولات دیتے ہوئے کیا بولتے ہو۔ محقق کی طرح باتیں کرو۔ مسیح موعود کے نبی ہونے پر تو شیعوں کا اتفاق ہے دیکھا قالہ مولوی محمد علی مونگیری۔

حاکم۔ تو پھر مولوی صاحب بتایئے کہ لا نبی بعدی کے کیا معنے ہونگے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی خبر دی ہے۔

مولوی صاحب۔ تھوڑی دیر چپ سادھے کھڑے رہے۔ پھر بولے۔ ہو سکتا ہے اس کے یہ معنے ہوں کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

حاکم۔ آپ تو پھر حدیث میں تصرف کرنے لگے یہاں "نیا" لانے کی کوئی قید نہیں ہے شخص اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے نئی نئی قید کا اضافہ کرتے ہیں۔ اس طرح تو ہر شخص کو اپنا اپنا مطلب نکالنے کے لئے کوئی قید لگانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔

———

یہ سنکر یہ مولوی صاحب بھی اس جگہ سے ہٹ گئے۔ اور اب تیسرے حضرت آ گئے۔

مولوی صاحب۔ حضور! ایک حدیث میں آیا ہے انا آخر الانبیاء یعنی میں آخری نبی ہوں۔

حاکم۔ جناب اس حدیث پر بھی تو وہی جرح ہوتی ہے کہ جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو پھر نزول عیسےٰ کے کیا معنے؟ اس حدیث میں تو آخری نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام ٹھہرتے ہیں نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!!

مولوی صاحب۔ وہ تو امتی بن کر آئیں گے اور محمد رسول اللہ کی غلامی کا دم بھریں گے۔ اور آپ ہی کے دین کی اشاعت کریں گے۔

حاکم۔ اس سے کیا ہوا؟ سوال تو یہ ہے کہ وہ نبی ہوں گے یا نہیں۔ اگر وہ نبی ہوں گے تو پھر محمد صلعم کے بعد ایک نبی آ گئے۔ اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہ احمدی بھی تو امتی ہی نبی کے قائل ہیں۔ مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ لوگ محمد رسول اللہ صلعم کا غلام ہی کہتے ہیں۔ انہوں نے کیسے واضح الفاظ میں اظہار عقیدت کیا ہے ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

مولوی صاحب۔ جناب ایک اور حدیث آتی ہے۔ انا مقفی یعنی میں آخری ہوں۔

حاکم۔ آپ نے مقفی کا جو ترجمہ کیا یہ درست ہے؟

یا علامہ انباری کی تشریح ؟ وہ کہتے ہیں کہ معناہ المتبع النبیین یعنی مقفی کے معنی ہیں۔ تمام نبیوں کے پیشوا۔
اور مقفی کا ترجمہ آخری تو غلط ہے۔ صحیح ترجمہ تابع و پیشوا ہی ہے۔ کیا آپ نے ولا تقف مالیس لک بہ علم نہیں پڑھا جس کے معنے یہ ہیں کہ جس چیز کا تم کو علم نہیں اس کی پیروی مت کرو۔ اور جناب مولینا صاحب! آپ جانتے ہی ہیں نہ کہ شعراء کی اصطلاح میں بھی تو قافیہ اسی لفظ کو کہتے ہیں جس کی تمام اشعار پیروی کرتے ہیں!!

جب چار فقیہان امت شکست کھا گئے تو اب پانچویں سوار آگے بڑھے۔ اور بڑے طمطراق سے بولے جناب! یہ نا تجربہ کار کم علم لوگ ہیں اسی لئے اپنا مدعا ثابت نہ کر سکے میں اپنا مدعا ثابت کرتا ہوں۔
مولوی صاحب۔ دیکھئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ میں قصر خلافت کی آخری اینٹ ہوں میرے آنے کے بعد نبوت کا محل تیار ہو گیا اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔
حاکم۔ مولوی صاحب! کیا ایک انجنیئر کے بنائے ہوئے مکان کی دیکھ بھال کے لئے دوسرے انجنیئر نہیں آیا کرتے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ دوسرا انجنیئر پہلے انجنیئر کی بنائی ہوئی عمارت کو ضرور ڈھا دے گا؟
مولوی صاحب۔ اگر مسیح ناصری علیہ السلام اس مکان کی دیکھ بھال کے لئے آتے تو ہم ان کو مان لیتے۔ وہ ہمارے سر آنکھوں پر۔ مگر مرزا صاحب کو تو ہم کسی طرح مان نہیں سکتے
حاکم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اخلاص اور للہیت کے ساتھ نہیں کرتے۔ بلکہ محض بغض وتعصب کے باعث۔ خیر یہ تو آپ کے اعمال ہیں۔ ہمیں ذرا اتنا سمجھا دیجئے کہ آپ لوگ اس قصر نبوت سے حضرت عیسیٰ کا کیا تعلق دکھاتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ ابھی تک خالی ہے تو پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے کہ قصر نبوت میں دو اینٹوں کی جگہ خالی تھی۔ اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ عیسےٰ والی اینٹ پہلے ہی جوڑی جا چکی ہے۔ تو پھر ان کے دوبارہ لانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور جب آپ ان تمام مشکلات کے باوجود عیسےٰ کے آنے کی صورت نکال ہی بیٹھے ہیں تو پھر دروازہ نبوت کیسے بند ہو گیا؟
مولوی صاحب۔ حضور کو شاید معلوم نہیں کہ جب معراج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعفور نامی گدھے کی پیٹھ سے اترے تو وہ رونے لگا کہ اب ہم پر کوئی سوار نہیں ہوگا۔ ہماری سواری انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ اور آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں۔

حاکم۔ اب سمجھا۔ اصل میں ایک گدھے کا عقیدہ تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔
مولوی صاحب۔ جی حضور۔ یعفور نامی گدھے نے یہی بات کہی تھی۔
حاکم۔ اور آپ بھی اسی گدھے والی بات پر
مولوی صاحب۔ نہیں حضور! ہم لوگ تو وارث انبیاء ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کی ہی شان میں فرمایا ہے کہ
العلماء ورثۃ الانبیاء
حاکم جو اس تعلی و خودستائی پر سخت حیران تھا نہایت افسوس سے بولا۔
کاش آپ لوگوں نے دبستان محمدیہ میں تعلیم پائی ہوتی اچھا ذرا یہ بتایئے کہ آپ لوگوں کو گدھے والی روایت کہاں سے ملی۔
مولوی صاحب۔ یہ روایت ابن عساکر وابن حبان میں ہے اور ہم لوگوں نے اس سے ختم نبوت پر دلیل قائم کی ہے
حاکم۔ تعجب ہے کہ آپ لوگ آیت قرآنی کو چھوڑ کر ایسی روایات پیش کرتے ہیں سچ کہا ہے۔ تعصب بری بلا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انسانی عدالت میں ایسی کمزور روایات کو پیش نہ کریں۔
ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔ حاکم سوال کرتا ہے کیا اور کوئی دلیل ہے؟ مگر خاموشی ہی چھائی رہتی ہے۔ کچھ دیر بعد ایک گوشہ سے نحیف سی آواز آتی ہے:-
"ہم لوگوں کی بڑی بڑی دلیلیں یہی تھیں"!!

(م) (۱) بندہ متواتر ایک سال سے کاروباری مشکلات کے علاوہ اپنی اہلیہ کی بیماری سے سخت متفکر ہے۔ لہذا احباب جماعت میری جملہ پریشانیوں کے ازالہ اور اہلیہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں احسان ہوگا۔
خاکسار فضل الٰہی بلاک ملا خانیوال
(۲) خاکسار کے والد محترم مرزا برکت علی صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور سلسلہ کے پرانے خادم ہیں بیمار ہیں احباب سے اُن کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے (مرزا ظہیر الدین شہزور معرفت محمد صدیق تاجر قادیان)
(۳) بندہ امسال ۵ ارمئی سے امتحان منشی فاضل میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب کرام سے اعلےٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار
مبارک احمد بقا پوری از کراچی

دعائے نعم البدل:۔ قادیان ۷ رمئی مولوی محمد احمد صاحب دیہاتی مبلغ درویش قادیان کی ۹ ماہ کی لڑکی وفات پا گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔
احباب سے والدین کے لئے صبر جمیل اور نعم البدل عطا کئے جانے کی درخواست دعا ہے۔

رپورٹ کارگذاری دفتر مقامی تبلیغ قادیان

بابت ماہ اپریل ۵۷ء

عرصہ زیر رپورٹ میں ۴۴۷ زائرین دفتر مقامی تبلیغ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی غرض سے تشریف لائے۔ جن میں سرکاری افسر۔ ملازم۔ تاجر اور اہل حرفہ سب شامل ہیں۔ جن کو دفتر میں بٹھا کر اُن کے سامنے قادیان کے حالات بیان کئے جاتے تھے اور اس امر کی ان کو خبر دی جاتی رہی۔ کہ جس جا پرشی کی اس وقت دنیا شدت سے انتظار کر رہی تھی۔ وہ جا پرشی اس بستی میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت پیدا ہوا۔ جن کا شبہ نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اور میری سچائی اور صداقت کا خود یہ زمانہ گواہ ہے۔ اور پھر انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ تمام علامتیں جو کہ موعود اقوام عالم کی آمد کے زمانہ کے متعلق ہیں۔ وہ سب پوری ہو رہی ہیں۔ جو کہ بطور گواہ کے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ عدالت میں گواہ تو پیش ہو رہے ہیں۔ مگر کسی مدعی نے دعویٰ دائر نہ کیا ہو۔ پھر وہ علامتیں ان کے سامنے بیان کی جاتی ہیں۔ جو موعود اقوام عالم کے زمانہ کی اسی وقت میں تعیین کرتی ہیں۔ مثلاً جنگل آباد کئے جائیں گے۔ پہاڑ اُڑا دئے جائیں گے۔ دریا چیرے جا دیں گے۔ سورج اور چاند کو ایک مہینہ میں معین تاریخوں میں گرہن لگے گا۔ مری پڑے گی۔ ایک حکومت دوسری حکومت پر چڑھائی کرے گی۔ لڑکے اپنے والدین کی عزت نہیں کریں گے۔ کم عمر لڑکیاں شادی کی خواہش کریں گی وغیرہ وغیرہ۔
پھر ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سر دو خلفاء کی فوٹو جو بڑے سائز کی دفتر میں آویزاں ہیں دکھائی جاتی ہیں۔ جن کو دیکھ کر بہت متاثر ہوتے ہیں۔ بعض زائرین کچھ سوال بھی کرتے ہیں جن کے ان کو جوابات دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً وہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ جس کے جواب میں ان کو مسیح علیہ السلام کی وفات۔ اور خونی مہدی کا عقیدہ حالانکہ اسلام کا مطلب ہی صلح اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اسی طرح جہاد کا صحیح اسلامی نظریہ۔ وحی اور الہام کی ضرورت اور اس کا فیضان اور امتوں میں انبیاء کا آنا بعض زائرین اس امر کا تعجب سے اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے تو دوسرے مسلمانوں سے سنا ہوا تھا کہ قادیان میں انہوں نے ایک بہشت اور دوزخ بنایا ہوا ہے۔ یہاں تو بات ہی اور ہے سچ کہتے ہیں کہ دیکھنے اور سننے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ یہ تو صرف قبرستان ہے۔ اس کے متعلق بھی ان کے سامنے اس کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ اس کو سن کر ایک خاص اثر لے کر جاتے ہیں۔
عرصہ زیر رپورٹ میں ایسے ہی ایک دوست نے خواہش ظاہر کی۔ کہ آئندہ جو بھی نیا ٹریکٹ شائع کریں وہ مجھ کو ضرور ارسال کیا کریں۔
عرصہ زیر رپورٹ میں آمدہ زائرین میں ۲۷۵ مختلف ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ اب تک آمدہ زائرین کی کل تعداد ۹۷۶۲۹ ہے۔ اور اب تک تقسیم کردہ ٹریکٹوں کی کل تعداد ۱۸۹۲۷ ہے۔ خاکسار الٰہ دین
انچارج دفتر مقامی تبلیغ قادیان ۵ ۵/۵

درخواستہائے دعا

۱۔ صوبہ اڑیسہ کی کانفرنس آئندہ ماہ مئی ۵۷ء میں ۱۹ر اور ۲۰ر تاریخوں کو منعقد ہو رہی ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت اور نصرت اس کے شامل حال رہے اور اس کو کامیاب بنائے اور اس کے مقاصد بر لائے۔ اور دین کی اشاعت کا ایک اہم ذریعہ بنائے۔
۲۔ مندرجہ ذیل بزرگوں کی صحت یابی کیواسطے احباب اور بزرگان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔
(۱) مکرم سید ورافت علی صاحب جماعت کے Grand old man ہیں۔ عمر کی وجہ سے نحیف اور کمزور ہو گئے ہیں
(۲) مکرم سید عبد السلام صاحب فاضل ابن حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب کٹکی صحابی بلڈ پریشر اور ذیابیطس سے کئی دنوں سے علیل ہیں اور بینائی میں فتور معلوم ہوتا ہے۔ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔
(۳) مکرم کامے خاں صاحب جو پہلے اور پرانے مخلص احمدی ذیابیطس کی وجہ سے علیل ہیں بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اور مزاج میں بھی فتور معلوم ہوتا ہے۔
(۴) مکرم سید ابو المحسن صاحب ابن حضرت سید سعید الدین صاحب کٹکی صحابی کئی مہینہ سے ذی فرش ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اور جوڑوں اور کمر میں درد کی وجہ سے نشست و برخواست شدید تکلیف کا موجب ہے۔
(۵) مکرم ماسٹر عبد الحمید خاں صاحب بی۔ اے ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کے زانو میں درد کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے۔
ان سب بزرگوں کی صحت یابی کے واسطے بزرگان سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور دینی خدمات کا موقعہ بخشے۔
خاکسار فضل الرحمٰن عفی عنہ نائب امیر پراونشل اڑیسہ ۵۷ء

جماعت احمدیہ مرکرہ کا کامیاب سالانہ جلسہ

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر

پینگاڈی کا جلسہ کر کے ہم صبح ۶ بجے ۱۲/ مارچ ۱۹۵۵ء ریل گاڑی پر کمبلہ اسٹیشن پر ۹½ بجے پہنچے۔ جو پینگاڈی سے ۸۰ میل دور ہے۔ وہاں سے موٹر پر سوار ہو کر ۲ میل موگرال نامی گاؤں پہنچے جہاں کچھ احمدی موجود ہیں۔ احمدیہ مسجد وہاں موجود ہے۔ امیر علی صاحب کے مکان پر ہمیں ٹھیرایا گیا۔ وہاں دعوت طعام دوپہر اور نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے دیا۔ جس میں جماعت کو ان کی تبلیغی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی بمقتضٰی جمعہ بحیثیت فرمایا۔ اور آخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر فرمائی۔ امیر علی صاحب کے مکان میں دعا کرنے کے بعد ہم مسجد احمدیہ موگرال پہنچے جو وہاں سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں اجتماعی دعا کی گئی بعض اور جماعتوں کے افراد بھی موگرال آئے ہوئے تھے۔ وہاں سے ہم ½۲ بجے کمبلہ پہنچے۔ کمبلہ سٹیشن بالمقابل محمو ماسٹر اور ان کے بھائیوں کا مکان ہے۔ جنہوں نے احمدیت کی خاطر کافی تکالیف اٹھائیں۔ محمو ماسٹر کے گلے میں جوتیوں کا ہار مخالفین کی طرف سے ڈالا گیا تھا۔ اور ان کے ایک بھائی کی بیوی نے احمدیت کے باعث خلع لے لیا۔ ان کی ایک لڑکی بی بی فاطمہ کو دیکھ کر ہمارا دل مغموم ہوا۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی احمدیت کی یہ مظلومیت کے دن اپنے فضل و کرم سے دور کر دے اور اسے کشادگی اور فتح کے دن نصیب کر۔ محمو ماسٹر نے ہمیں ایٹ ہوم دیا۔ ایٹ ہوم سے فارغ ہو کر ہم سب نے وہاں اجتماعی دعا کی اس کے بعد ہم ریل گاڑی پر سوار ہو کر وہاں سے ۱۰ میل اُلال اسٹیشن منجیشور ہو پہنچے۔ یہاں ہمارے ایک احمدی بھائی عبدالرشید صاحب پاسٹ رہتے ہیں۔ جو اسٹیشن سے ½۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کے ہاں سے چائے سے فارغ ہو کر ہم نے سمندر میں کشتی پر سیر کی جو fishermen کی طرف سے ہمارے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ اس مختصر سی سیر میں مچھلی پکڑنے والوں نے ہمیں مچھلی پکڑنے کا طریقہ بتایا۔ سمندر اُن کے مکان سے قریب ہے۔ اس کے بعد ہم نے مغرب عشاء کی نماز جمع کر کے عبدالرشید صاحب کے مکان پر ہی کھانا کھایا اور دعا کی۔

منگلور میں:۔ اس کے بعد ہم ½۹ بجے رات ریل گاڑی سوار ہو کر منگلور پہنچے۔ جو وہاں سے ۱۴ میل دور ہے۔ وہاں ہم سب کا رات کے گیارہ بجے فوٹو لیا گیا۔ اس کے بعد ہمیں کیرٹ ہوٹل میں ٹھیرایا گیا۔ رات ہم نے وہاں گزاری اس کے بعد صبح کو یوسف حسین خان صاحب جو (۱) منگلور کے مخلص احمدی ہیں کے مکان پر پہنچے جنہوں نے ہمیں ناشتہ کھلایا دعا کروائی۔ اس موقعہ پر انہوں نے ہمیں بتایا کہ کس طرح احمدیت کی خاطر انہوں نے تکلیفیں اٹھائیں۔ اب بھی پورے کیرالہ کے علاقہ میں بجز بعض آشنا کے سخت بائیکاٹ ہے کہ دیگر نہ جلسہ میں شریک ہوتے ہیں دیگر تعلق احمدی احباب سے رکھتے ہیں۔

آپ یہ پڑھ کر تعجب کریں گے۔ کہ کنانور میں نوجوان صاحب ایک دن دو حجاموں کے ہاں اپنی حجامت بنوانے گئے۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپ احمدی ہیں۔ اس لئے ہم آپ کی حجامت نہیں بناتے۔

مرکرہ میں ورود

یوسف حسین خان صاحب کے ہاں سے فارغ ہو کر ہم کاری میں مرکرا کے لئے روانہ ہوئے جو منگلور سے ۸۵ میل دور ہے۔ ہم ½۱۲ بجے کے قریب مرکرہ پہنچے۔ مرکرہ اس علاقہ میں ایسی جگہ ہے جیسے ڈلہوزی و شملہ پہاڑی جگہ ہے۔ سطح زمین سے تقریباً ۳ ہزار فٹ اونچی جگہ ہے یا تو ہم سخت گرمی سے آئے۔ اور یا ادہر کافی سردی تھی۔ جماعت احمدیہ مرکرہ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کا بس اسٹینڈ پر استقبال کیا۔ آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ اس کے بعد ہم "گیسٹ ہاؤس" میں ٹھیرائے گئے۔ بڑی پُرفضا جگہ ہے۔ اس جگہ ٹھیرنے کے لئے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ ہمارے اس علاقہ کے ایک احمدی مصطفےٰ صاحب جو دالٹر برادرس میں کام کرتے ہیں انہوں نے اجازت حاصل کر لی تھی۔ ہمارا جلسہ آج ½۴ بجے دن شروع ہوا۔ یہ جلسہ مقامی مارکیٹ میں تھا۔ جس کے لئے میونسپل کمیٹی سے اجازت حاصل کر لی گئی تھی۔

جلسہ کا پہلا اجلاس

مرکرہ کی مارکیٹ میں ہمارا یہ جلسہ زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب ٹھیک ½۴ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مولوی ابوالوفار صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد ایک نظم کوڈالی کے عبدالعزیز صاحب نے سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی عبداللہ صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب کا تعارف کرایا بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے پیش کر کے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف فرمایا۔ اس کے بعد محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کی تقریر انگریزی زبان میں ہوئی۔ جس میں آپ نے احمدیت اور اسلام کے متعلق معلومات بہم پہونچائیں اور احمدیت کی خصوصیات اور غیر معمولی کارناموں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے اردو زبان میں مفصل تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا کہ اس زمانہ میں احمدیت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ آپ نے تفصیل سے احمدیت کے اصولوں پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ اس کے بعد نماز مغرب وقفہ دیا گیا۔ اور نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد پھر مولوی عبداللہ صاحب مالاباری نے ملیالم میں صداقت حضرت مسیح موعود پر تقریر فرمائی۔ خدا کے فضل سے مرکرہ کے مخلص نوجوانوں نے بڑی دوڑ دھوپ کی۔ جلسہ کا انتظام عمدہ طریق سے کیا گیا تھا۔ جھنڈیاں۔ قطعات آویزاں تھے۔ کرسیوں کا بھی اچھا انتظام تھا۔ حاضری اگرچہ اتنی نہ تھی جتنی کہ توقع کی گئی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی مولوی صاحب نے لوگوں سے ہمارے جلسے میں آنے سے روکا ہے۔ پھر بھی کافی سعید روحیں جلسہ میں آگئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت سے مشرف کرے۔

مالابار کے احمدی احباب مختلف علاقوں سے اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ کوڈالی پینگاڈی۔ کمبلہ۔ موگرال۔ ٹیلیچری۔ کنانور وغیرہ ہر طرف سے احمدیوں کا بھی معقول اجتماع تھا۔ اس طرح یہ جلسہ رات کے ½۸ بجے تک جاری رہا۔ اور جلسہ کی کافی شہرت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اس علاقہ کے احمدی احباب پر اپنی برکات و رحمت اتم نازل فرمائے آمین۔ (باقی)

منظوری انتخابات مجالس خدام الاحمدیہ

۱۔ رشی نگر

۱۔ قائد۔ محمد عبداللہ صاحب میر
۲۔ نائب قائد۔ عبدالسلام صاحب میری
۳۔ سیکرٹری۔ عبدالغفار صاحب

۲۔ جمشید پور

۱۔ قائد۔ محمد احمد صاحب
۲۔ سیکرٹری تبلیغ و مال۔ نظام الدین صاحب

۳۔ حیدرآباد۔ دکن

۱۔ قائد۔ مرزا احمد اللہ بیگ صاحب

۴۔ کوٹ پلہ (اڑیسہ)

۱۔ قائد۔ منشی شیخ عبدالستار صاحب
۲۔ جنرل سیکرٹری۔ شیخ عبدالغفار صاحب
۳۔ سیکرٹری مال و تعلیم۔ عبداللہ خان صاحب
۴۔ سیکرٹری وقار عمل۔ یونس خان صاحب
۵۔ سیکرٹری تبلیغ۔ منشی بخشی خان صاحب

۵۔ کرڈیلی (اڑیسہ)

۱۔ قائد۔ منشی محمد صدیق صاحب
۲۔ نائب قائد۔ محمد حسن خان صاحب
۳۔ جنرل سیکرٹری۔ مطیع الرحمٰن صاحب
۴۔ سیکرٹری مال۔ محمد احمد صاحب
۵۔ سیکرٹری تعلیم۔ سید غلام ہادی صاحب
۶۔ سیکرٹری وقار عمل۔ شیخ عبدالشکور صاحب

۶۔ سنگال (اڑیسہ)

۱۔ قائد۔ منشی مقبول خان صاحب
۲۔ جنرل سیکرٹری۔ محمد شمس الحق صاحب
۳۔ سیکرٹری مال۔ نواب الدین خان صاحب
۴۔ سیکرٹری تعلیم۔ قمر علی خان صاحب
۵۔ سیکرٹری وقار عمل۔ نصیب خان صاحب
۶۔ سیکرٹری تبلیغ۔ جمعہ خان صاحب
۷۔ منزل اطفال۔ امام علی خان صاحب

۷۔ کرناگاپلی

۱۔ قائد۔ ایم ابوبکر صاحب

افسوسناک وفات

۲/ اپریل ۱۹۵۵ء کو مکرم مولوی محمد طفیل احمد صاحب سراج آف بلہر ضلع مونگھیر بہار اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم کا اصل وطن بہار شریف تھا۔ اور ایک عرصہ سے بلہر میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے آپکی پیدائش ۷/ رجب الاول ۱۲۹۳ھ بتائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی بذریعہ تحریری بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں آپکا تمام کنبہ احمدیت میں داخل ہوا۔ تبلیغ احمدیت کا آپ کے دل میں اس قدر جوش اور ولولہ تھا کہ آپ حتی الوسع تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ کے ساتھ خاص محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ ۲ بجے بعد نماز مغرب خانپور ملکی میں ہم لوگوں کو آپ کی وفات کی اطلاع ملی اور ۷ بجے ہم کو مکرم سید محمد عاشق حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی کی زیر قیادت بذریعہ موٹر چودہ میل کا سفر طے کر کے تقریباً ساڑھے ۹ بجے صبح ہم لوگ بلہر پہنچ گئے۔ اور اس طرح ہم لوگ مرحوم کی تجہیز و تدفین اور جنازہ میں شریک ہونے کے لئے عین وقت پر پہنچ گئے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل اور مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار عبدالحق مبلغ جماعت احمدیہ بہار حال خانپور ملکی

امتحان کتب سلسلہ

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخبار الفضل میں ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں حضور نے اپنی جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۶ء کی دو تقاریر (جو کتابی صورت میں چھپ چکی ہیں) کے امتحان میں شمولیت کے لئے ساری جماعت کے دوستوں کو تاکید فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر کا امتحان اور وہ بھی خود حضور کے ارشاد کے ماتحت کس قدر بابرکت ہوگا۔ اور جو احباب اور مستورات ان کتب کا مطالعہ کریں گے ان کو معلوم ہوگا کہ فتنہ منافقین کا پس منظر کیا ہے اور مخلصین جماعت کو خلافت حقہ اسلامیہ سے وابستہ رہنے کی کس قدر تاکید کی گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنصرہ العزیز نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان ہر دو امور پر روشنی ڈالی ہے۔ جماعت کے موجودہ حالات میں ہر احمدی کا فرض ہے کہ ان کتب کا مطالعہ کرے اور فتنہ منافقین کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اس کے خائب و خاسر ہونے کے لئے دعائیں کریں۔

لہٰذا جملہ امراء و صدر صاحبان خصوصاً سیکرٹریان تعلیم و تربیت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے جملہ تعلیم یافتہ احباب و مستورات کو اس امتحان میں شمولیت کی تاکید کرتے ہوئے ان کے اسماء و ولدیت سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ امتحان ماہ ستمبر میں ہوگا۔ معین تاریخ کا بعد میں اعلان کر دیا جائے گا۔ حضور کی ہر دو تقاریر جو علیحدہ علیحدہ کتابی سائز میں طبع ہو چکی ہیں کی قیمت ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے۔ یہ کتب فخر الدین صاحب ملتانی تاجر کتب قادیان سے طلب فرمائیں۔ امتحان میں شامل ہونے والے احباب کی فہرستیں جلد نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

تصحیح

بدر مورخہ ۹ رمئی میں منظوری انتخابات مجالس خدام الاحمدیہ بابت سال ۵۸-۱۹۵۷ء کے اعلان میں یاد گیر کے معزز سیکرٹری صاحب کا نام عبد القدیر شائع ہو گیا ہے اصل نام عبد القدیر ہے۔ دوست تصحیح فرمالیں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خطبہ عید الفطر بقیہ صفحہ ۶

ہونے پاتے۔ اور ہمارے لیے سچی عید آجائے کیونکہ آج سے ۵۰۔۶۰ سال کے بعد غلبہ دیکھنا بوڑھوں کو کب نصیب ہوگا۔ یوں تو جوان آدمی کے لئے بھی ایک دن زندہ رہنے کی امید نہیں ہوتی۔ لیکن بہرحال اس کی عمر کو دیکھ کر خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہنے کی بھی امید نہیں کر سکتا

پس ہمیں تو چاہیئے کہ دعائیں کریں کہ

خدا ہمیں ایسی عید نصیب کرے

کہ ہمیں یہ دن بھی نصیب نہ ہو کہ ہمارے لئے سچی عید آجائے اور اسلام کی فتح کی خبریں ہمیں چاروں طرف سے آنے لگ جائیں پس تم دعاؤں میں لگے رہو تا وہ عید جو

سچی اور حقیقی عید

ہے ہمارے قریب آ جائے۔ اب کی دفعہ خدا تعالیٰ نے دو عیدوں کو جمع کر دیا ہے آج بھی عید ہے اور کل جمعہ ہے جو مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ گویا دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان دو ظاہری عیدوں کے ساتھ باطنی عید بھی لا دے تو اس کے فضل سے یہ کوئی بعید بات نہیں۔

گوشوارہ ترسیل لٹریچر ماہ اپریل ۱۹۵۷ء

نمبر شمار	اسماء کتب	تعداد
۷۹	احمدیت کے خلاف پانچ سوالات اور انکے جواب (امام جماعت احمدیہ)	۲
۸۰	برکات خلافت (تقریر مولوی محمد یار صاحب)	۸
۸۱	خلافت ثانیہ کا قیام مضمون بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی	۱۴
۸۲	چارٹ تبلیغ اسلام (معین الدین صاحب دکن)	۱۵
۸۳	البشریٰ عربی	۲
۸۴	اسلام اور دیگر مذاہب عربی	۲
۸۵	مکتوب عربی	۱
۸۶	خلافت راشدہ حصہ دوئم (حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم)	۲
۸۷	کشتی نوح (اردو) از حضرت مسیح موعودؑ	۱
۸۸	قرآن کریم مترجم اردو	
۸۹	ائمۃ احمد حصہ اول اردو	۱
۹۰	" " " دوئم "	۱
۹۱	تحفۃ النصاریٰ اردو	۳
۹۲	بیان "	۲
۹۳	اخبار الفضل جوبلی نمبر	۱
۹۴	تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک اردو (مرتبہ برکات احمد صاحب راجیکی)	۶۲
۹۵	موعود اقوام عالم اردو از مرتبہ مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی مبلغ مدراس	۵
۹۶	غیر مبایعین کے چار خطبات کا ازالہ از ابو العطا صاحب جالندھری	۳
۹۷	اخبار حقیقت از امام جماعت احمدیہ	۲
۹۸	موجودہ زمانے کا اوتار (اردو)	۴
۹۹	فتوی مصر	۶
۱۰۰	متفرق ٹریکٹ وکتب	۶۰
	کل میزان	۲۹۱۱

ایک مفید تبلیغی کتابچہ

تبلیغ اسلام کے کاموں میں غیر احمدی شرفاء کا تعاون حاصل کیا جائے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک کتابچہ "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک" شائع کیا گیا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور خدمت اسلام کے مختلف کاموں کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے یہ کتابچہ غیر احمدی مسلمان حضرات کو جماعت کی تعمیری کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے بہت مفید ہے جس کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ اور اسلام کے متعلق مخالفین کی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور بیرونی ممالک میں تراجم قرآن مجید اور تبلیغ اسلام کے کاموں کے لئے غیر احمدی شرفاء کو بھی چندہ کی تحریک کی جائے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ جماعت احمدیہ کس قدر مفید اور موثر طریق پر خدمت اسلام کے کام دنیا کے کونے کونے میں کر رہی ہے۔

پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس کتابچہ کی کاپیاں نظارت دعوت و تبلیغ یا نظارت بیت المال قادیان سے منگوا کر اپنے غیر احمدی حلقہ احباب میں تقسیم کرتے ہوئے انہیں "اشاعت اسلام کے کاموں میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ بٹانے کی طرف توجہ دلائیں اور ان کا تعاون حاصل کرتے ہوئے ان سے اس مد میں چندہ وصول کیا جائے۔

امید ہے کہ جماعتوں کے عہدہ داران اور دیگر احباب زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے ثابت ہو سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک غیر احمدی معزز دوست کی طرف سے

قابل قدر عطیہ

مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر "آزاد نوجوان" مدراس نے اطلاع دی ہے کہ ان کی تحریک پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی رسالہ

Muhammad the Kindred of Humanity.

کی اشاعت کے لئے ایک غیر احمدی معزز دوست جناب راز محمد صاحب تاجر تمباکو اف ٹیپانی مدراس نے مبلغ ایک سو روپیہ کا گرانقدر عطیہ دیا ہے۔

نظارت ہذا اس کے لئے جناب راز محمد صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہے اور ان کے جذبہ اخلاص اور آنحضرت صلعم سے محبت کے جذبہ کی قدر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے اور کاروبار میں برکت دے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ضروری اعلان

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دو تقاریر "نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر" اور "خلافت حقہ اسلامیہ" کے امتحان کا اعلان نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے بدر میں کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں جملہ عہدیداران بالخصوص سیکرٹریان تعلیم و تربیت، مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ سے پورے تعاون اور کوشش کی توقع ہے۔

جملہ امیدواران کے نام مع ولدیت نظارت ہذا کو فوری طور پر مطلع کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ احباب مستورات اور پڑھے لکھے نوجوان کو شامل کرنے کی سعی فرماویں۔ اور اس بارہ میں جملہ خط و کتابت نظارت ہذا سے ہی کی جاوے۔

تاریخ امتحان کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

۱۹۵۷ء

خبریں

دہلی ۱۰ رمئی۔ وزیر اعظم نہرو نے آج کہا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی انگریزی حکومت کے خلاف ناراضگی اور انگریزوں کو اس ملک سے نکالنے کی کوشش تھی۔ وزیر اعظم موصوف رام لیلا گراؤنڈ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ جو دہلی پردیش کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام ۱۸۵۷ء کی یادگاری تقاریب کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔

وزیر اعظم نے کہا کہ انگریزوں سے پہلے جو بھی کسی کی بھی حکومت رہی ہو وہ آزاد ہندوستان کی حکومت تھی۔ کیونکہ حکومت کرنے والے ہندوستان ہی کے ہو گئے تھے۔ اور ان کی حکومت کی جڑیں ہندوستان ہی میں تھیں۔ لیکن انگریزوں کے بعد یہ صورت حال باقی نہیں رہی۔ اور ان کے یہاں آنے پر ہندوستان پہلی بار غلام ہوا۔ اپنی تقریر میں مسٹر نہرو نے موجودہ ایٹمی ترقی اور سائنز (؟) جیسے خطرناک ہتھیاروں کی ایجادات پر بھی تبصرہ کیا اور کہا کہ ہم ان ہتھیاروں پر صرف اس وقت ہی قابو پا سکتے ہیں۔ جب ہمارے دل بدلیں آپ نے کہا کہ تشدد کو تشدد سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔

آخر میں وزیر اعظم اور تمام حاضرین جلسہ پورے دو منٹ تک ان محبانِ وطن کی یاد میں خاموش کھڑے ہوئے جنہوں نے آزادی کی اولین جنگ میں قربانیاں دیں۔

دہلی ۱۰ رمئی۔ موجودہ صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد کو آج دوبارہ ہندوستان کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ ان کے مقابل دو امیدواروں کو شکست ہوئی۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد صدارتی انتخاب میں کانگرس کے امیدوار تھے۔ ان کو ۴۵۹۶۹۸ ووٹ ملے جبکہ ان کے مخالف امیدوار مسٹر نگیندر نرائن سنگھ نے ۲۰۰۰ اور رہتک کے چودھری ہری رام نے ۲۶۷۲ (؟) ووٹ حاصل کئے۔ ریٹرننگ افسر مسٹر مکرجی نے نتیجہ کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ صدارتی انتخاب میں کامیابی کے لئے ۲۳۰۵۹۹ ووٹوں کی ضرورت تھی۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اس تعداد سے دوگنے ووٹ حاصل کئے ہیں۔

عمان ۱۱ رمئی۔ اردن کے وزیر خارجہ اور نائب وزیر اعظم مسٹر سمیر الرفاعی نے ایک بیان میں کہا کہ اردن کو امریکہ سے ملنے والی ایک کروڑ ڈالر کی اقتصادی امداد کے ساتھ کوئی شرط وابستہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے اندر اور ملک کے باہر لوگ اب یہ سمجھ گئے ہیں کہ امریکہ کی امداد سے اردن کی آزادی پر آنچ نہ آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ سابق نابلسی گورنمنٹ نے امریکہ سے ایک کروڑ ڈالر کی امداد مانگی تھی۔ اور اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ اس رقم کو ملک کے منصوبوں پر صرف کیا جائے گا۔ اردن ہمیشہ کمیونزم اور دوسری تخریبی سرگرمیوں کے خلاف لڑتا رہا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اس کی روحانی روایات کے خلاف ہیں انہوں نے کہا کہ اردن اعتدال کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

ٹوکیو ۱۰ رمئی۔ جاپان کے ایٹمی تجربات کے مخالف ادارہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ جزائر کرسمس میں ہونے والے ایٹمی تجربات کے وقت اپنی ایک کشتی جس میں آٹھ افراد ہوں گے وہاں بھیجے گا جو دھماکوں کے تجربات کا مشاہدہ کریں گے اور فوٹو حاصل کریں گے۔ یہ کشتی خطرہ ٭

جناب باوا بلونت سنگھ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس

قادیان مورخہ ۹ رمئی ۱۹۵۷ء جناب باوا بلونت سنگھ صاحب صدر کانگرس کمیٹی قادیان کی وفات پر مورخہ ۹ رمئی کو آخری تقریب اظہار افسوس منائی گئی جس میں مندرجہ ذیل معززین نے شرکت کی۔ جن میں بہت سے دوست دور دور سے شامل ہوئے۔

۱۔ جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ رئیس قادیان

۲۔ جناب سردار ست نام سنگھ صاحب رجسٹرار بٹالہ میونسپل کمشنر

۳۔ سردار اقبال سنگھ صاحب افسر پنچایت ولد باوا بلونت سنگھ صاحب دربادران (؟)

۴۔ جناب ڈپٹی گوردیال سنگھ صاحب مجسٹریٹ بٹالہ

۵۔ جناب سردار ہربنس سنگھ صاحب ساہی ذیلدار ڈسکہ مال دسوہہ

۶۔ جناب کھائی رام سنگھ صاحب سرسہ

۷۔ جناب ڈاکٹر تر کھن سنگھ صاحب باجوہ

۸۔ جناب سردار امرجیت سنگھ صاحب جوڑیاں

۹۔ جناب سردار کیپٹن غلام سردار صاحب آف گورٹ رندھاس (برادر زادہ باوا صاحب)

۱۰۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان۔

۱۱۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے

۱۲۔ جناب سردار آتما سنگھ صاحب

۱۳۔ جناب سردار ہرچرن سنگھ صاحب باجوہ

۱۴۔ جناب پنڈت گورکھ ناتھ صاحب ایم۔ این۔ اے

۱۵۔ جناب سردار باوا اسنت سنگھ صاحب

۱۶۔ جناب سردار فوجا سنگھ صاحب

۱۷۔ جناب سردار بلدیو سنگھ صاحب باجوہ

۱۸۔ جناب سردار راجندر سنگھ صاحب

۱۹۔ گیانی لابھ سنگھ صاحب فخر

۲۰۔ جناب سردار سنتوکھ سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ سکول۔

۲۱۔ سیٹھ باشی لال صاحب (سابق صدر کانگرس قادیان)

۲۲ پنڈت ملکھ راج صاحب (جنرل سیکرٹری کانگرس قادیان)

۔ سردار شنگھارہ سنگھ صاحب نمبردار ننگل

ان کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ اظہار افسوس کے لئے جمع ہوئے۔ علاوہ دیگر ان کے مکرم ملک صلاح الدین صاحب نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں تقریر کی۔ جناب سردار ہربنس سنگھ صاحب ساہی جو باوا صاحب کے دیرینہ دوست تھے نے اس تقریب میں بہت زیادہ حصہ لیا۔

٭ یہ ... قریب ہے ... ۔

دہلی ۱۲ رمئی مسٹر نہرو وزیر اعظم اگلے مہینہ شام کا دورہ کریں گے۔ وہ ۱۴ رجون کو شام پہنچیں گے ان کا یہ دورہ حکومت شام کی دعوت پر ہوگا۔ مسٹر نہرو اس سے قبل بھی شام کا دورہ کر چکے ہیں۔ لیکن شام میں ان کو جو مقبولیت حاصل ہے۔ اس کے پیش نظر حکومت ... نے ان کو دورہ کی دوبارہ دعوت دی تھی جسے انہوں نے منظور کر لیا ہے۔

دمشق ۱۱ رمئی ... روس کا ... وفد ... شام کا دورہ کر رہا ہے تاکہ روس اور شام کے درمیان ثقافتی تعلقات کو مضبوط کرے۔ یہ وفد شام کا پانچ روز تک دورہ کرے گا۔ گذشتہ شب یہ وفد دمشق پہنچا تھا۔

صوبہ اڑیسہ میں احمدیہ کانفرنس

صوبہ اڑیسہ کی احمدیہ کانفرنس ۱۹ ار اور ۲۰ رمئی ۱۹۵۷ء بروز اتوار و پیر بمقام کرڈاپلی ضلع کٹک منعقد ہو رہی ہے بزرگوں اور دوستوں سے التماس ہے کہ وہ کافی تعداد میں اس میں شریک ہو کر اس کو رونق بخشیں اور کامیاب بنائیں اور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور نصرت اس کے شامل حال رہے۔ اور اس کے تمام مقاصد پورے ہوں۔ نیز آنمکرم کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ اس میں شرکت فرما کر ممنون اور مشکور فرمائیں۔ والسلام خادم خاکسار فضل الرحمٰن عفی عنہ نائب امیر پراونشل اڑیسہ